بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیکے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۶ ۔ ۵۔ جون ۱۹۳۶ء ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل ۔ ۱۸۔ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۔ جلد ۳۵

فہرست مضامین

حیات مسیح کا عقیدہ باطلہ کیونکر پھیلا	۱۰۱/۱۱۹	مولانا خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مبلغ انگلستان
صداقت خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۲۰/۱۲۷	مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری مولوی فاضل
اچھوتوں کے نام پیغام	۱۲۸/۱۲۹	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کتاب التوحید (بجواب اثبات التثلیث)	۱۳۰/۱۳۳	فاضل جلیل سید محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ
تاریخ انگلستان کا قابل مطالعہ ورق	۱۳۴	
کمیونسٹوں کا مذاہب کے خلاف جنگ	۱۴۰	ماخوذ

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ ۔ مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ ۔ بیرون ہند سے تین روپے ۸ ر سالانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک احمدیّت کے متعلق مغربی مصنّفین کی آراء

۱- احمدیہ جماعت مسلمانوں کی واحد اور سب سے بڑی جماعت ہے جس کے سامنے خالص تبلیغی کام ہے
"تحریک احمدیّت حقیقتاً ایک اشاعت اسلام کی سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں (وہیلد اسلام صفحہ ۳۵۳)

مسلمانوں میں فرقہ داری کی روح جو عام طور پر سرایت کر گئی ہے اس میں ایک دلچسپ استثنار احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں..... اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں..... ان کی توجہ زیادہ تر اس بات کی اشاعت میں مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے، یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ (مسلم ورلڈ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۱۷ پادری ویمر)

"اس کو اس کے ماحول سے الگ کر کے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے۔" (اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس سے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا اور جو ایک حد تک وہاں عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردِّ عمل ہے۔ اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ یہ خاص طور پر دلچسپ ہے۔ (" صفحہ ۹۹-۱۰۰)

"اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنیوالی قوم ہے۔" (انڈین اسلام صفحہ ۲۱۷)

"احمدیّت اس بات کا فیصلہ کر چکی ہے کہ پیغمبرؐ کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے۔" (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

۲- احمدیّت عیسائیت کے مقابلہ پر کھڑی ہے اور عیسائیت کے خلاف جارحانہ کارروائی کر رہی ہے۔
"اس کے پیرو تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقائد کے مقابلہ سے ذرا بھی مرغوب نہیں ہوتے۔" (وہیلد اسلام صفحہ ۱۸۸)

اُن میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ

(باقی صفحہ ۳ ٹائیٹل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حیاتِ مسیحؑ اور اس کی دوبارہ آمد

یہ باطل عقیدہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا؟

112

مسیح ناصریؑ کی زندگی اور دوبارہ آمد کا عقیدہ ایسا نہیں ہے۔ کہ اُسے معمولی سمجھ کر نظرانداز کر دیا جائے۔ بہت سے غیر احمدی دوست ایسے ہیں جو کہدیتے ہیں۔ کہ ہمیں مسیح علیہ السلام کی وفات اور زندگی سے کیا سروکار۔ اس پر بحث کرنا تضیع اوقات ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت اس کی اہمیت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایسا اہم مسئلہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہزارہا توحید پرست اور اسلام کے نام لیوا عیسائیت کی آغوش جا چکے ہیں۔ جو خدائے واحد کی بجائے ربنا المسیح پکارتے ہیں۔ پھر ایسا کرنیوالے جاہل اور ان پڑھ لوگ ہی نہ تھے بلکہ اپنے ناموں کے ساتھ "مولوی" کا لقب رکھنے والے اور علماء دین کے زمرہ میں شمار کیئے جانے والے بھی اس کے مرتکب ہوئے۔ بعد میں جو عیسائی ہو کر اسلام کے سخت ترین دشمن بنے۔ ہندوستان میں کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکے۔ مسیحؑ کی زندگی اور ان کی دوبارہ آمد کے مسئلہ نے جو عیسائیت کو فائدہ اور اسلام کو ضرر پہنچایا ہے۔ وہ ایک بیدار اور حقیقت بین آنکھ سے مخفی نہیں ؛

پھر اس مسئلہ سے یہی نقصان نہیں ہوا کہ چالیس کروڑ انسان مُردہ پرست بن گئے۔ بلکہ عیسائیوں کو ایک موقعہ مل گیا کہ وہ اس مسئلہ سے مسیحؑ کی فضیلت ثابت کریں۔ چنانچہ پادریوں کی کتب میں جابجا اس امر کا تذکرہ موجود ہے۔ مؤلف کتاب "المسیح فی الاسلام" لکھتا ہے :-

" دیکھو محمدؐ (صلعم) اور مسیح میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ مسیح کے لئے انجیل اور قرآن گواہی دیتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئی قسم کے پاپ، کئی قسم کے دھوکے بڑھنے شروع ہونگے۔ ہَولے ہَولے لوگوں میں اتنا سوارتھ آجائیگا۔ کہ پِتا پُتر اور بھائی بھائی جب اپنے اپنے سوارتھ کو پردھان رکھیں گے۔ پاپ اور جھوٹ کی پردھانتا ہوجائیگی۔ آسمان سے بارش گھٹ جائیگی۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس ہوجائیگی دُنبھی بجنے لگیں گے۔ دھرماتما دھکّے کھائینگے۔ غرض دھرم کی ساری مریادیں اُلٹ پُلٹ ہوجائینگی۔ اسوقت دھرم کی مریادا کو ستھاپن کرنے کے لئے پھر دیامئے بھگوان اس پرتھوی پر کلکی اوتار دھارن کرینگے۔"

اسی طرح مہابھارت بن پرب ادھیائے ۸۹ صٓ۶۸۹ میں لکھا ہے:۔

"جس وقت کلجگ آگیا۔ سمجھ لیجئے کہ دُنیا کی ہَوا پلٹ گئی۔ وہ وہ پاپ وہ وہ گناہ ہونگے کہ زمین کانپ اُٹھیگی۔ لڑکے والدین کو بیوقوف سمجھیں گے۔ رضا جوئی و فرمانبرداری کیسی۔ عورتیں لڑائی جھگڑے بکھیڑے سے خاوندوں کے ناک میں دم رکھینگی۔ بیت رت کجا۔ پوجا پاٹ۔ دھرم کرم جڑ پاؤں سے مٹ جائینگے۔ لوگ ادھرم کرینگے۔ دھرم کو فضول اور واہیات سمجھیں گے۔ جب اس طرح دھرم کا پیالہ چھلکنے کو ہوگا۔ تو بھگوان جی کو تکلیف کرنا پڑیگی۔ کہ کلکی اوتار میں جلوہ دکھائینگے۔ پاپ کی ناؤ ڈبوئینگے۔ دھرم کی بیل پھر ہری بھری ہوگی۔"

اور صٓ۶۹ میں ہے۔ "جب نیک اعمالوں کا قحط ہوگا۔ بداعمالیاں اپنا سکّہ جمائینگی تب بھگوان اوتار لینگے۔"

اور یہ بھی جاننا چاہیئے۔ کہ کرشن جی مہاراج کی تعلیم تناسخ کے خلاف تھی۔ اور آپ ابدی نجات کے قائل تھے۔ چنانچہ اسوقت تک بھگوت گیتا میں آپکے ایسے اقوال موجود ہیں جو اس طرف اشارہ کررہے ہیں۔ چنانچہ شلوک ۵۱ ادھیائے ۲ صٓ۱۹ مطبع ویدک دھرم آگرہ۔

"جو گیانی ہوتے ہیں۔ وہ کرم سے پیدا ہوئے پھل کو چھوڑکر اور بُدھی سے تعلق پیدا کرکے جنم کے بندھن سے چھُوٹ جاتے ہیں۔ اور کلیان کی حالت میں پُہنچ جاتے ہیں۔"

پھر ادھیائے ۵ شلوک ۲۵ میں ہے:۔ "جن کے پاپ دُور ہوجاتے ہیں۔ جن کے شکوک گھٹ جاتے ہیں۔ جنھوں نے آتما کو روک رکھا ہے۔ جو سب جانداروں کے بھلا کرنے میں لگ رہے ہیں۔ وہ رشی برہم میں نروان کو پُہنچتے ہیں۔" صٓ۴۳

اور ادھیائے ۸ شلوک ۱۵ میں ہے۔ "مجھ کو پُہنچکر مہاتما سب میں بڑھ کی سدھّی پاکر فانی دُکھ کے گھر میں پھر جنم نہیں لیتے۔" صٓ۶۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن باوجود اس کے آج سے تقریباً کئی سال پہلے یہ عقیدہ بنالیا گیا کہ وہی کرشن کنہیا جو ہندو ست جگ سے پہلے ہندوستان سے ظلمت و جہالت کو دُور کرنے والے راجہ کنس کی ہمشیرہ کے بیٹے دوبارہ آئینگے۔ چونکہ کرشنؑ نے آریہ ورت کی زمین کو جو پاپ اور گناہوں کی وجہ سے ناپاک ہو چکی تھی۔ صاف اور پاک کیا تھا۔ مظلوموں کی دستگیری کی تھی۔ اور تائیدات الٰہیہ کے ساتھ کامیاب و بامراد ہوئے تھے۔ لیکن ان کے پیرو جب نہایت کمزوری کی حالت میں ہوگئے اور بُدھوں کا زور ہُوا اور یہ ان کا مقابلہ نہ کرسکے۔ تو یہ عقیدہ بنالیا کہ کرشن جی مہاراج ہی پھر کلجگ میں دوبارہ آئینگے۔ اور بُدھوں کو تہ تیغ کرکے ان پر غلبہ حاصل کرینگے۔ کلکی پوران سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مترجم کلکی پوران بابو شو برت لال ورمن ایم۔اے لکھتے ہیں:۔

"اس میں جو کتھا ہے۔ وہ ایک بھوشیہ (یعنی اگلے زمانہ میں ہونیوالی) کتھا ہے۔ مگر یہ کتھا کوی نے اس طرح پر بیان کی ہے۔ کہ جیسے ہو چکی ہے۔ یہ ایک کہنے کی چال ہے۔ اسپر کوئی زیادہ وچار ضرورت نہیں ہے۔ شروع میں یہ صاف کہدیا گیا ہے۔ کہ یہ برتانت بھوشیہ ہے۔ یعنی ہونیوالا ہے ہوچکا نہیں۔ اور ہر ایک ادھیائے کی سماپتی میں بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے۔ اس لئے بھوشت کو بھوت (آئندہ کو گذرے ہوئے) کی طرح ظاہر کرنا ایک کہنے کا ڈھنگ ہی ہے۔ یا گرنتھ کار کے اس پورے نشچے کو ظاہر کرتا ہے۔ جو کہ اس کے اَوشیہ ہونے میں اس کو ہے۔ کسی بات کے پورا نشچے ہونے پر بھوشیت کو بھُوت کی طرح بیان کیا جاتا ہے۔" صنا

117

اب جب ہم کلکی پوران کو پڑھتے ہیں تو ان میں بدھوں کے ساتھ سخت جنگوں کا ذکر ہے۔ اور آخر کار کلکی اوتار کا غالب آنا دکھایا گیا ہے۔ چنانچہ صـ۳۷ میں لکھا ہے:۔

"اب یُدھ شروع ہُوا۔ دونو طرف کی فوجیں اپنا استر استر کا بل دکھانے لگیں۔ کچھ دیر تک بڑے گھمسان کا یُدھ ہُوا۔ آخر کار بُدھوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور ان کی فوج بھاگ گئی۔"

اور صفحہ ۷۶ میں ہے:۔

"سوت جی بولے تب کلکی نے بہت سے ملیچھوں کو تلوار سے اور بہتوں کو بانوں سے نیچے گرایا۔ اسی طرح راجہ وشاکھ۔ یُوپ اور کوی پراگیہ اور سومشرک اور گرگ بھرگ اور وشال آدمی نے بھی بہت سے ملیچھوں کو مار گرایا۔ ادھر کپوت۔ رومر۔ کاکاکش اور کاک کرشن وغیرہ بہت سے بودھ ملیچھ کلکی کی فوج کے ساتھ گھور یُدھ کرنے لگے۔ ایسے گھمسان کا یُدھ ہُوا۔ کہ سارا میدان لہو سے لال رنگ گیا۔ گویا وہ ان بھومی ایک ندی سی بن گئی جس میں تیر زنگوں کی طرح تیرتے تھے۔ اور لہو کی دھارا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانی کی دھارا کی جگہ بن گئی۔ جس کے کناروں پر گیدڑ اور گدھ بولنے لگے۔ اور آخرکار کلکی جی نے فتح پائی"۔ اس کو بھارت لٹریچر کمپنی لمیٹڈ لاہور نے چھپوایا ؛

یہ واقعات ہمیں صاف بتا رہے ہیں۔ کہ کرشن جیؑ کی دوبارہ آمد کا عقیدہ بنانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ بُدھ مت والے ان پر غالب آ گئے تھے۔ اور ہندوان کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس طرح پر اپنے آپ کو تسلّی دی کہ پھر کرشن جیؑ کلجگ میں آئینگے۔ اور بُدھوں سے ہمارا بدلہ لینگے۔ اور انہیں تہ تیغ کرکے اپنی حکومت قائم کرینگے ؛

سائنسدانوں نے بعض حقائق کا اس طرح پر انکشاف کیا ہے۔ کہ وہ ایک چیز کو خود مشاہدہ کرتے ہیں۔ پھر اس کی نوع کی چیزوں کو اس پر قیاس کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ستاروں کو جو اسوقت بن رہے ہیں۔ اور ابھی مکمل نہیں ہوئے۔ ہیئت ترکیبی کو دیکھ کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ دوسرے ستارے بھی اسی طرح بنے ہیں۔ یعنی مشاہدہ سے وہ پہلی مشتبہ چیزوں کی حقیقت کا علم حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا اسی طرح ہمیں بھی اس فلاسفی کا جس کا مَیں نے ابتداء میں ذکر کیا ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ جن بزرگوں کے متعلق زندگی کا عقیدہ رکھا گیا۔ اس کی وجہ اپنی ناکامی اور کمزوری کا احساس ہی تھا۔ اور پس پردہ یہی ذہنیت کام کر رہی تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر یہی جھگڑا پیدا ہُوا۔ باوجودیکہ دیکھنے والے بھی سمجھتے تھے کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں۔ مگر حضرت عمرؓ جیسا عظیم الشان شخص اس بات پر مصر تھا کہ آپؐ زندہ ہیں۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی ذہنیت انہیں مجبور کر رہی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے کہا۔ واللہ مامات رسول اللہ صلعم ولا یموت حتّٰی یقطع ایدی اناس من المنافقین کثیروا رجلھم (ابن ماجہ جلد اٰخری صفحہ ۲۵۵) کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم فوت نہیں ہوئے اور نہ فوت ہونگے جبتک کہ وہ بہت سے منافقوں کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں۔ پس ناکامی کے احساس ہی نے حضرت عمرؓ کو مجبور کیا کہ کہیں کہ آپ ابھی زندہ ہیں۔ یہ واقعہ بالصراحت بتاتا ہے کہ انبیاءؑ یا دوسرے بزرگوں کی زندگی کے عقیدہ کا اصل باعث کیا ہُوا کرتا ہے ؛

(۲) اس کے بعد دوسری مثال حضرت علیؓ کی زندگی اور ان کی رجعت کا عقیدہ ہے۔ شیعوں کا ایک فرقہ غالیہ ہے جو حضرت علیؓ کو انبیاءؑ سے افضل قرار دیتے ہیں اور بعض تو انہیں خدا کہتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ زمین میں مدفون نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بل ھو فی سحاب یقاتل اعداءہ تعالٰی من فوق السحاب وانہ کرم اللہ وجہہ یرجع فی آخر الزمان یقتل مبغضہ و اعداءہ (غنیۃ الطالبین ص۹۹)

کہ وہ بادل میں ہے اور بادل کے اوپر سے اوپر سے خدا تعالٰی کے دشمنوں سے لڑتے ہیں اور وہ آخری زمانہ میں پھر واپس آئینگے اور اپنے دشمنوں اور بُغض رکھنے والوں کو قتل کرینگے ؛

یہ عقیدہ خود بتا رہا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو بظاہر ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑا ہے۔ اور یہ سمجھا گیا کہ ہم اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکے تو ان کی محبّت میں غلُو کرنے والوں نے کہدیا کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور پھر آخری زمانہ میں آکر دشمنوں سے بدلہ لینگے ؛

(۳) اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ سید احمد صاحب بریلوی کے بعض مریدوں نے بھی انکے متعلق یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ وہ غائب ہوگئے ہیں مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ لکھا ہے :۔

کہ بالاکوٹ کی لڑائی میں جو سیّد صاحب کی سکھوں سے ہوئی۔ اور اس میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب جنرل فوج غازیاں اور قاضی علاء الدین اور منشی محمّدی میرمنشی اور بلند بخت وغیرہ صدہا نامی گرامی آدمی اسوقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ غازیوں نے سارا میدان جنگ ڈھونڈ مارا مگر سیّد صاحب کا پتہ نہ ملا۔ اسوقت سیّد صاحب کے نہ ملنے سے ہر ایک زندہ بھی مردے سے بدتر تھا۔ اس حالت یاس میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے خالی بالاکوٹ کی طرف بس پا ہُوا۔ اسوقت لشکر اسلام پر کربلا کی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ بوقت واپسی وہاں کے کھیتوں اور دلدل میں صدہا آدمی شہید ہوگئے اسوقت کوئی آدمی نہیں چاہتا تھا۔ کہ مَیں زندہ رہوں ہمّتیں پست ہوگئی تھیں دل ٹوٹ گئے تھے جان وبال ہو رہی تھی۔ اسوقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اُترکر اور بالاکوٹ میں پُہنچکر دفتر اور کل اسباب غازیوں کا لُوٹ لیا۔ اور گاؤں میں آگ لگادی اسوقت تک سیّد صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ؛

مولوی جعفر علی نقوی جو آپ کا باڈی گارڈ تھا اور کندھے سے کندھا مِلائے کھڑا تھا لکھتا ہے :۔

کہ جناب حضرت امیر المومنین در ہماں جماعت از نظر من غائب شد۔ یہ واقعہ جگر سوز ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ کو واقع ہُوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر بھی مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ پیچھے لوگوں کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے۔ کہ سیّد صاحب کی ٹانگ پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا۔ اس زخم کے لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے روبقبلہ دُعا مانگ رہے تھے۔ کہ اُسی پتھر سے غائب ہو گئے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ شہید ہو گئے تھے۔

پھر ایسی بھی روایتیں ہیں۔ کہ اس واقعہ بالاکوٹ کے بعد متعدّد لوگوں نے سیّد صاحب اور ان کے رفیقوں کو دیکھا۔ سوانح احمدی مؤلفہ مولوی محمدؐ جعفر صاحب تھانیسری ص ۱۳۶-۱۳۷ اور جن لوگوں نے ان کی زندگی کا عقیدہ رکھا۔ اس کی وجہ بھی درحقیقت یاس اور نومیدی اور ناکامی کا احساس تھا۔ کیونکہ انہوں نے بالہام الٰہی یہ لوگوں کو بتایا ہُوا تھا کہ پنجاب میرے ہاتھ پر فتح ہو گا چنانچہ مؤلف سوانح ص ۱۳۸ میں لکھتا ہے:۔

بملاحظہ مکتوبات احمدی جن میں سیّد صاحب کا اصل مافی الضمیر بڑی صراحت کے ساتھ بیسیوں مختلف واقعوں پر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اکثر مؤلفوں کی تحریر سے واضح ہوتا ہے۔ کہ وعدۂ فتح پنجاب کے الہام پر آپ کو ایسا وثوق تھا۔ کہ آپ اس کو سراسر صادق اور ہونہار سمجھ کر بارہا فرماتے اور اکثر مکتوبات میں لکھا کرتے تھے۔ کہ اس الہام وسوسہ شیطانی اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہیں ہے۔ ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہو گا۔ اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ ہوگی۔ لیکن بالاکوٹ خواہ شہادت ہو خواہ غیبوبت بظاہر سراسر اس یقینی الہام کے خلاف ہُوا ؀

پس جب آپ کے اتباع نے یہ دیکھا کہ وہ وعدہ تو پورا نہ ہُوا تو یہ مشہور کر دیا کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور پھر آئینگے اور بدلہ لینگے ؀

(۴) پھر اس کے علاوہ ایک مثال اور ہمارے سامنے پیش ہے جو ہمارے نظریہ کی تائید کرتی ہے۔ اور وہ پنڈت دیانند کی ہے۔ پنڈت لیکھرام جیون چرتر مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کے صفحہ ۸۶۷ میں لکھتا ہے۔ "پنڈت کمل نین جی کا قول ہے۔ کہ جودھپور جاتے وقت سوامی جی فرماتے تھے۔ کہ شریر کا اب کچھ بھروسہ نہیں نہ جانے کس وقت چھوٹ جائے۔ اور مَیں اس کام کے لئے پھر دوبارہ بھی جنم لونگا۔ اور اسوقت جو میرے درودھ ہوئے ہیں وہ سب شانت ہو جائینگے۔ آریہ سماجوں کی ترقی سے بھی بڑی بھاری مدد ملیگی۔ مَیں اسوقت وید کا بقیہ بھاش کر دونگا"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھ لو اس قول کے بھی پس پردہ وہی ذہنیت کام کر رہی ہے۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے مقصد میں ناکامیاب جارہا ہے اور دید بھاش کرنیکا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہُوا تو کہدیا کہ مَیں پھر دوبارہ آکر پورا کرونگا اور اسوقت میرے مخالف بھی میرے ساتھ مل جائینگے ؛

پس یہ تمام نظائر ہمیں یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچاتے ہیں۔ کہ مسیحؑ کی زندگی کا عقیدہ بھی صرف ناکامی کے احساس سے پیدا ہُوا۔ اگر ہم مخالفین مسیحیت کی تحریروں کو چھوڑ بھی دیں۔ اور صرف مروجہ اناجیل کو غور سے دیکھیں۔ تو صاف طور پر اس نظریہ کی صداقت چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ مسیحؑ کی بے بسی پر غور کرو۔ کہ کیونکر یہود اُسے پکڑتے ہیں اور سر پر کانٹوں کا تاج پہناتے ہیں اور قیافا کاہن کے پاس اُسے لیجاتے ہیں۔ اور اس کے مُنہ پر تھوکتے اور تھپیڑ مارتے ہیں۔ اور پھر آخر اُسے صلیب پر لٹکاتے ہیں۔ اور ان کے حواریوں کی یہ کیفیت ہے۔ کہ وہ اس کے اِردگرد سے بھاگ جاتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں اور کئی اس پر ایمان لانے کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔ پس جب ہم ان کی اس کمزوری اور بیکسی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اس عقیدہ کا باعث مسیحؑ کی ناکامی ہے کیونکہ جب مسیحؑ قبر سے نکل کر چند دنوں کے بعد ان سے جُدا ہُوا۔ تو حواری نہ تو یہود کو یہ کہہ سکتے تھے کہ وہ زندہ ہے اور فلاں جگہ چلا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس کی صلیبی موت کا انکار کر سکتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ کہتے کہ مسیحؑ زندہ ہے۔ مرا نہیں۔ تو اس طرح پھر انہیں پکڑا جا سکتا تھا اور وہ کہہ سکتے تھے کہ تمھاری سازش سے وہ کسی جگہ روپوش ہے اور نہ وہ اس کا پتہ دے سکتے تھے کہ وہ فلاں جگہ ہے یا فلاں طرف کو گیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے یہ جواب دیدیا کہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پہلوں نے یہ بات مجازاً کہی ہو۔ مگر بعد میں آنیوالوں نے اُسے حقیقت پر محمول کر لیا۔ کیونکہ اناجیل اربعہ میں سے متی اور یوحناؔ تو اس کے آسمان پر جانے سے بالکل ساکت ہیں بلکہ وہ اُسے زمین پر ہی رکھتے ہیں۔ یوحناؔ میں تو صاف لکھا ہے کہ مسیحؑ آخری دفعہ اپنے شاگردوں کو بحیرہ طبریہ پر ملا۔ اور
116 ان کے ساتھ مچھلی اور شہد کھایا۔ اور پطرس کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور آپ اپنے ساتھ ایک شاگرد کو لیکر وہاں سے کسی طرف چلدیا۔ اور لوقا اور مرقس یہ مسیحؑ کے شاگردوں میں سے نہ تھے بلکہ تابعین میں سے تھے۔ ان دونو کا بیان اتنا وقیع نہیں ہو سکتا۔ جتنا کہ متی و یوحناؔ کا ؛

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسیحؑ کی آسمانی زندگی کا عقیدہ درحقیقت بعد کا اختراع ہے، ابتدا میں یہ عقیدہ نہیں پایا جاتا تھا۔ اور حقیقت میں یہ عقیدہ عیسائیت میں اسوقت آیا جبکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری اقوام رومیوں، یونانیوں، آرامیوں اور مصریوں وغیرہ کو انہوں نے تبلیغ شروع کی اور وہ کامیاب نہ ہوسکے. تو انہوں نے عیسائیت کے عقائد کو ان کے عقائد کے مشابہ بنا کر پیش کرنا چاہا۔ چنانچہ تثلیث وغیرہ کا عقیدہ بھی مائیتھرازم سے لیا گیا ہے ؛

ان تمام امثلہ سے واضح ہے کہ دو باتوں کے لئے لوگوں نے اپنے بزرگوں یا نبیوں کی زندگی کو تسلیم کیا۔ ایک تو اس لئے کہ جب اپنی پست ہمتی کی وجہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ سے عاجز رہے تو مخالفوں کا منہ بند کرنے اور اپنے لوگوں کو تسلّی دینے کے لئے یہ عقیدہ بنایا گیا.

(۲) دوسرے اندھی محبت اور لوگوں میں اس کی عزت پھیلانے کیلئے یعنی ان کی محبت ان پر اتنی غالب آگئی کہ ان کی پرستش شروع کردی۔ چنانچہ امثلہ ماضیہ سے جو قدیم مصریوں اور رومیوں اور آرامیوں کی بیان کی گئی ہیں ان سے ظاہر ہے۔ اور مسیحؑ کے متعلق زندگی کا عقیدہ بھی آخر کار اس کی اُلوہیت ماننے کا باعث ہُوا اور اُسے خدا تسلیم کیا گیا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اختلاف ہُوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

یا ایھا الناس ان کان محمدًا الھکم الذی تعبدونہ فان محمد اقد مات وان کان الھکم الذی فی السماء فان الھکم لم یمت ثم تلاء ما محمد الا رسول الی الشاکرین ( )

بخاری میں ہے:۔

فامابعد من کان منکم یعبد محمد اصلعم فان محمدا قد مات ومن کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت قال اللہ تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الی الشاکرین۔

حضرت ابو بکر رضی عنہ نے انہی دو خیالات کا اس خطبہ میں ردّ فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی زندگی کا عقیدہ رکھنے سے لازم آئیگا کہ آپ انسان نہیں بلکہ خدا ہیں اور جیسا کہ اقوام قدیمہ اپنے بزرگوں کی زندگی کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہو گئی تھیں۔ اسی طرح مسلمان بھی آنحضرت صلعم کو اپنا معبود بنا کر ان کی پرستش شروع کرینگے اس لئے میں آج ہی علی الاعلان کہتا ہوں کہ اگر تو کسی کا معبود محمدؐ تھا تو وہ تو بیشک مر گیا ہے۔ لیکن جو اپنا معبود حقیقی خدا کو سمجھتا ہے۔ تو وہ دائمی زندہ ہے۔ اور اس پر موت کبھی وارد نہ ہو گی۔ پھر آیت پڑھکر اس احساس ناکامی اور پست ہمتی کے خیال کو دُور کیا۔ کہ اگر آنحضرت صلعم فوت ہوئے تو اس وجہ سے تمہیں دین کو نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوڑ بیٹھنا چاہیئے اور ہمّت نہیں ہارنی چاہیئے۔ بلکہ وسیجزی اللہ الشاکرین۔ کہ جو اس نعمت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لائے قدر کرینگے اور پہلے کی طرح ہمّت اور جوانمردی دکھائیں گے تو خدا تعالٰے انہیں بڑھ بڑھ کر بدلے دیگا۔ اور وہ دُنیا میں ترقی کرتے جائینگے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ کہ حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کے نتیجہ میں نہ تو آنحضرت صلعم کی عبادت کا خیال مسلمانوں کو آیا اور نہ ہی پست ہمّتی دکھلائی بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد جو ترقی خلفاءؓ کے زمانہ میں ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔

آنحضرت صلعم کی وفات پر دلیل استقرائی

دُنیا میں قیاسات میں سے اعلیٰ درجہ کا قیاس استقرائی ہوتا ہے اور وہ سب سے قوی دلیل شمار کیا جاتا ہے جبتک کہ اس کے خلاف کوئی بات بدلائل قویہ نہ ثابت کیجائے۔ اور استقراء جزئیات مشہودہ کا جہانتک ممکن ہے۔ تتبع کر کے باقی جزئیات کو انہیں پر قیاس کرنے کا نام ہے۔ مثلاً نوع انسان کی تمام جزئیات کا تتبع کرنے سے ہمیں معلوم ہُوا۔ کہ انسان مُنہ سے کھاتا ہے۔ نہ کہ ناک سے۔ تو مُنہ سے کھانے کا مسئلہ اسوقت تک برقرار رہیگا۔ جبتک اس کے مقابل پر کوئی انسان ناک یا کان سے کھانے والا یقینی دلائل سے ثابت نہ کر دیا جائے۔ پس چونکہ خدا عالم الغیب ہے اور اُسے تمام جزئیات کا علم ہے۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ کسی کلام میں کوئی استقراء کرے تو وہ ایک قطعی اور یقینی استقراء ہو گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما کر کہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ جو تثلیث فی التوحید کے قائل ہیں وہ کافر ہیں اس کی اُلوہیت اور حقیقی ابن اللہ ہونے کو باطل ثابت کرنیکے لئے فرمایا ہے۔ ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنی حضرت مسیحؑ بیشک خدا تعالیٰ کے ایک رسُول تھے۔ مگر وہ انسان تھے۔ تم نظر اُٹھا کر دیکھو اور تاریخ کی اوراق گردانی کر کے خوب چھان بین کرو۔ تو تم دیکھو گے کہ جب سے یہ سلسلہ تبلیغ اور کلام الٰہی کے نازل کرنے کا شروع ہُوا ہے۔ ہمیشہ قدیم سے انسان ہی رسالت کا مرتبہ پا کر دُنیا میں آتے رہے ہیں۔ اور کبھی کوئی اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا خود خدا دُنیا میں رسُول بنکر لوگوں کی ہدایت کے لئے نہیں آیا۔ قد خلت سے اس مُدّعا پر استدلال کیا گیا ہے۔ کیا اسکی نظیر کسی زمانہ میں پائی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر انسان کے کسی کو دنیا کی ہدایت کے لئے رسول کر کے بھیجا ہو؟

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اسی استقرائی دلیل سے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات پر استدلال کیا۔ اور اسوقت جبکہ حضرت عمرؓ آپؐ کی وفات کے انکار پر مصر تھے۔ اسوقت فرمایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کہ محمد صلعم تو ایک رسول ہیں۔ تم نظر اٹھا کر دیکھو کہ جب سے یہ سلسلہ رسالت کا شروع ہوا۔ کوئی ایسا رسول دنیا میں گذرا ہے جو زندہ رہا ہو اور مرا نہ ہو۔ خوب کرکے دیکھ لو تم ابتدائے دنیا سے لیکر کوئی ایسا رسول نہیں پاؤ گے جو موت سے بچ رہا ہو۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہو۔ پس قد خلت من قبله الرسل میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ آپؐ سے پہلے جس قدر رسول گذرے ہیں سب وفات پا گئے ہیں۔ چونکہ یہ استقرائی دلیل خدا تعالیٰ نے بیان کی تھی۔ اس لئے تمام صحابہؓ نے خاموشی اختیار کی اور تمام رسولوں کی وفات کو یقین کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی وفات کو تسلیم کیا۔ اور آپؐ کے عاشق صادق حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

والله ماهو الا ان سمعت ابابكر تلاها فعقرت حتى ما تقلني رجلاى وحتى اهويت الى الارض حين سمعته تلاها ان النبى صلعم قد مات۔ (بخاری کتاب المرض)

کہ خدا کی قسم جب میں نے ابو بکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سُنا تو زمین میرے پاؤں تلے سے نکلنے لگ گئی۔ اور میرے پاؤں میں کی طاقت نے مجھے جواب دیدیا مجھے اُٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ اور میں زمین پر گر پڑا جبکہ میں نے حضرت ابو بکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ॰

حضرت عمرؓ جو آپؐ کی زندگی پر مُصّر تھے۔ کیوں اتنی جلدی یقین کر گئے۔ اس آیت میں کونسی دلیل ایسی قوی بیان کی گئی تھی۔ جس نے حضرت عمرؓ کو قائل کرا دیا وہ وہی استقرائی دلیل تھی جو خدا تعالیٰ نے قد خلت من قبله الرسل میں بیان کی ہے۔ کہ جب پہلے رسولوں میں سے کوئی رسول زندہ نہیں رہا۔ تو یہ کیسے زندہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ امام ابن حزمؒ نے اپنی کتاب الفصل فی الملل والنحل میں حضرت عمرؓ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا رفع کما رفع عیسیٰ ابن مریم۔ کہ آنحضرتؐ کا بھی عیسیٰ ابن مریم کی طرح رفع ہُوا ہے۔ اور آپؐ ابھی فوت نہیں ہوئے۔ عیسیٰؑ کی زندگی کا خیال عیسائی روایتوں کی بنا پر کسی صحابی کو ہو سکتا تھا۔ لیکن جب حضرت ابو بکرؓ نے آیت مذکورہ بالا کو پیش کیا۔ کہ دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سے رسولوں کا سلسلہ شروع ہُوا کوئی رسول زندہ نہیں رہا۔ تو سب اس بات پر ایمان لے آئے۔ کہ جب رسولوں میں سے کوئی ایسی مثال نہیں ہے کہ وہ زندہ رہا ہو۔ تو پھر آنحضرت صلعم کی وفات میں شبہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں ہے۔ پس وہ دن تھا جس دن کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے علانیہ طور پر بتا دیا تھا۔ کہ دیکھو کسی نبی کی حیات کا عقیدہ رکھنا منجر الی الشرک ہوتا ہے۔ اور اس خطرہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو مسیحؑ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمان پر زندگی ماننے سے لازم آسکتا تھا۔ اور تمام رسولوں کی اس آیت سے وفات ثابت کرکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات منوا کر عیسائیت کے اصل الاصول پر ایسا تبر رکھا تھا جس سے عیسائیت کا صلیبی مذہب پاش پاش ہوجاتا لیکن بعد میں آنیوالوں نے جب اس حکمت کو نہ سمجھا اور مسلمان شدہ عیسائیوں کی روایات سے متأثر ہوکر اس عقیدہ کو قبول کرلیا۔ کہ وہ اب تک بغیر اکل و شرب آسمان میں زندہ ہے۔ تو اس کا ضرور اس زمانہ میں جب حسب پیشگوئیوں کے دجّال کا ظہور ہُوا۔ اور عیسائیوں نے اس مسئلہ کو الوہیت مسیح پر دلیل پکڑا اور بہت سے توحید پرست تثلیث کے جال میں پھنس گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے کاسر صلیب کو بھیجا جس نے اس عقیدہ کی خرابیوں سے آگاہ کیا اور حیات مسیحؑ کا عقیدہ رکھنے والوں کو ان الفاظ میں وصیّت کی:۔

"اے میرے دوستو! کچھ ضرورت نہیں کہ تم عیسائیوں سے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیحؑ ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُرزور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کردو۔ جب تم مسیحؑ کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کردوگے۔ اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کردوگے تو اس دن سمجھ لو۔ کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رخصت ہُوا۔ یقیناً سمجھو کہ جبتک ان کا خدا فوت نہ ہو۔ ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ابتک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو۔ کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے۔ کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلادے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے اور اس کے رنگ میں ہوکر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وکان وعد اللّٰہ مفعولا۔ انت معی وانت علی الحق المبین انت مصیب و معین للحق (ازالہ اوہام۔ حصّہ دوم صہ ۲۸۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخرت میں وجیہ ہے اور خدا نے اسے اپنے پاس اُٹھالیا ہے اور یہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح اب آسمان میں زندہ ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قرآن مسیح کو محمدؐ پر اس امر میں بلند پایہ قرار دیتا ہے کیونکہ وہ آسمان میں ہے۔ (صفحہ ۲۷)

پھر صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ "مطلوبہ شفاعت کا سوائے مسیح کے پایا جانا ناممکن ہے۔ کیونکہ وہی ہے جو آسمان میں زندہ ہے اور اسی کے لئے حق شفاعت ہے۔ کیونکہ وہ کبھی گناہ کا مرتکب نہیں ہوا۔"

اور کتاب "المسیح آتٍ" کا مؤلف لکھتا ہے:۔

"کہ پہلے مسیح آیا اور اُس کا دُنیا نے انکار کیا۔ لیکن دوبارہ آمد کے وقت اس کا ایسی حالت میں ظہور ہوگا کہ وہ مبارک اور غالب اور یکتا ہوگا بادشاہوں کا بادشاہ، خداوندوں کا خداوند اور وہ اپنے جلال اور مجد کے تخت پر جانشین ہوگا اور تمام مومن اس سے خوش ہونگے اور وہ انصاف کے ساتھ زمین کی تمام قوموں کی عدالت کرے گا۔ پس تیری آنکھوں کے لئے کیا ہی خوشنما منظر ہے کہ تو بادشاہ کو اپنی شوکت و رُعب میں بیٹھے ہوئے دیکھے۔"

حضرت جری اللہ کاسر صلیب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا ٭ کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سلایا ٭ مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا ٭ اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمھیں اب ہے بُلایا ٭ کہ سوچو عبرتِ خیر البرایا
ہمیں یہ راہ مولیٰ نے دکھادی ٭ فسبحان الذی اخزی الاعادی

فیج اعوج کے زمانہ میں اس مسئلہ کی اہمیت کو خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھا اور تقریباً اپنی ہر کتاب میں اس مسئلہ کا باطل ہونا ثابت کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قرآن مجید کا درس دینے کے لئے ہدایات چاہیں۔ تو حضورؑ نے فرمایا کہ متوفیك کا کے معنے ممیتك پڑھا یا کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرماتے ہیں۔ کہ اگر مجھ سے وہ دریافت کرتا تو شائد مَیں اُسے کیا کیا بتاتا۔ لیکن امام الزمانؑ نے مسیحؑ کی وفات کو ثابت کرنے ہی کی وصیت کی۔ کیونکہ اس امر کے ثابت کرنے پر ہی مسلمانوں کی ترقی اور عیسائیت کے زوال کا دارومدار تھا۔ چنانچہ اب مَیں اس امر کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آپؐ کا پہلا معجزہ سو آپؐ کا پہلا معجزہ یہ ہے۔ کہ آپؐ کی بعثت ایک ایسے زمانہ میں ہوئی کہ جس کی نظیر و مثال میں کسی گذشتہ نبی کے زمانۂ بعثت کو بھی پیش نہیں جا سکتا چنانچہ جو لوگ اسوقت کے حالاتِ زمانہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ زمانہ مفاسد میں آپ ہی اپنی نظیر تھا۔ کوئی بدعت نہ تھی جو لوگوں میں پائی نہ جاتی ہو اور کوئی گناہ نہ تھا جس میں وہ مبتلا نہ ہوں۔ خونریزی۔ ڈاکہ زنی۔ شراب خوری۔ قمار بازی۔ جھوٹ۔ فریب۔ ہر قسم کا فسق و فجور۔ زنا کاری۔ ہر قسم کی عیاشی۔ ہر قسم کی بد معاشی۔ لڑائی۔ فساد۔ معمولی معمولی باتوں پر خون ناحق کر دینا۔ غرضیکہ کوئی بدی نہ تھی خواہ از قسمِ عمل ہو یا اعتقاد جس سے وہ خالی ہوں۔ اسوقت کی حالت کا مختصر نقشہ یہ تھا جس کو قرآن مجید نے ان الفاظ سے ادا کیا ہے ”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ“ یعنی کیا تری اور کیا خشکی ہر ایک جگہ فساد ہی فساد نظر آرہا تھا۔ جاہل اپنی جہالت میں حد سے گذر چکے تھے۔ اور اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے۔ تمام دنیا میں شرک۔ گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی اور تمام لوگوں نے اصولِ فقر کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر ایک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بُت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔ ہند میں علاوہ بُت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی (جیسا کہ پنڈت دیانند نے بھی اس کی گواہی دی ہے) اور انہیں دنوں میں کئی پوران اور پُستک کہ جن کی رُو سے بیسیوں خدا کے عاجز بندے خدا بنائے اور تسلیم کئے گئے۔ اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی۔ تصنیف ہو چکے تھے۔ اور بقول پادری بورٹ صاحب اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اور کوئی مذہب خراب نہ تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا جبکہ خود حالتِ زمانہ ایک بزرگ معالج اور عظیم الشان مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربّانی کی کمال ضرورت تھی اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم خدا کے سچّے رسول اور برگزیدہ نبی تھے کیونکہ اس عام ضلالت اور گمراہی کے زمانے میں قانونِ قدرت ایک سچّے ہادی اور راہنما کا متقاضی تھا اور سُنّت اللہ ایک رہبرِ صادق کی مقتضی تھی کیونکہ قانونِ قدیم، ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دُنیا میں کسی نوع کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شدت اور سختی اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے جب امساکِ باراں سے غائت درجہ کا قحط پڑکر خلقت کا خاتمہ ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش برسا دیتا ہے (کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا یہ تقاضا ہے) سو سُنّت اللہ ہمیشہ اسی طرح جاری ہے کہ عالمگیر خرابی کے وقت میں خدا کا مُرسل ضرور آتا ہے۔ دیکھو جب خزاں کا وقت آتا ہے اور کل پتے درختوں سے گر جاتے ہیں نہ پھل رہتا ہے نہ پھول اور درخت گویا کاٹنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ بجائے خوشبو کے ان سے بدبو آتی ہے اور خوش شکلی کے عوض بدصورتی نظر آتی ہے اسوقت سب سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اب یقیناً بہار کا وقت قریب آگیا ہے۔ پس اس جسمانی عالم کی طرح روحانی عالم بھی ہے کہ روحانی عالم پر جب خزاں کا وقت آتا ہے، لوگوں کے اقوال خراب ہو جاتے ہیں تو ایسے وقت میں خدا کی سُنّت ہے کہ وہ کسی اپنے رسول کو بھیجکر روحانی بہار کو پیدا کر دیتا ہے (چنانچہ قرآن مجید میں وحی الٰہی کو باران سے تشبیہ دی گئی ہے) پس یہ عظیم الشان دلیل ہے آنحضرت صلعم کے صدق دعویٰ پر۔ کیونکہ پہلے زمانہ میں جہاں ایک یا دو بداعمال کی وجہ سے کسی رسول کے آنے کی ضرورت پڑ جاتی تھی تو کیا وجہ ہے کہ جب وہ تمام اور ہر قسم کی بداعمالیاں بکمالہا یکجائی طور پر جمع ہو گئی تھیں تو پھر کسی رسول کی ضرورت نہ پڑتی۔ بلکہ ایسے زمانہ میں تو کسی ذی شان رسول کی ضرورت تھی جیساکہ ظہور میں آیا۔ پس اے منکرو! اُٹھو! اور ایک ہی ایسی نظیر پیش کرو کہ دُنیا پر ایسی عالمگیر ضلالت کہ جیسی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تھی، محیط ہو گئی ہو اور خدا نے ان کی ہدایت کا کوئی سامان پیدا نہ کیا ہو اور اگر ایسا کبھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ خدائے رحمان سے یہ امید کی جا سکتی ہے تو پھر بتاؤ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، اس زمانہ میں اور کون تھا جو لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کا سا پاک مقصد لے کر کھڑا ہوا تھا۔

۱۲۲

آپ کا دوسرا معجزہ

آپؐ کا دوسرا معجزہ جس میں کہ ویسے ہی آپ منفرد ہیں جیسے معجزہ اُولیٰ میں، یہ ہے کہ آپؐ ایسے لوگوں میں مبعوث ہوئے جن کا ذکر اوپر گذرا ہے کہ وہ زمانہ پُر از معاصی تھا گویا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی اور تمام لوگ قبروں میں پڑے ہوئے تھے حتّٰی کہ ان کی ہڈیاں تک گل سڑ چکی تھیں جیساکہ خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ کہ زمین مر چکی تھی اب خدا اس کو نئے سرے زندہ کریگا چنانچہ ان مُردہ دلوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آبِ حیات پلایا کہ جس سے وہ حیاتِ جاودانی اور بقائے لاثانی کے مالک ہو گئے۔ وہ لوگ جو مُردار کھاتے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوری کو جائز سمجھتے، بلکہ اس کو قابل فخر فعل قرار دیتے تھے اور پتھروں کی پوجا کرتے اور اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بُتوں کے آگے سجدہ کرتے تھے اور ان سے حاجتیں مانگتے تھے ان کی وہ اصلاح آنحضرت صلعم نے کی کہ آپؐ کے مخالف بھی آج تک گواہی دیتے ہیں کہ اصلاح کرنے میں ایسی کامیابی کبھی کسی مصلح کو نصیب نہیں ہوئی زمانہ نبوی سے پہلے قریش کی حالت اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ کی مصداق تھی اور بہیمیت ان پر غالب آ چکی تھی۔ انسانی فطرت کا ایسا تنزّل ہوگیا تھا جو قریب تھا کہ جانوروں میں شمار ہونے لگیں۔ ہر ایک قسم کی بے قیدی۔ شرارت اور بدکاری ان میں موجود تھی شرابیں پیتے تھے۔ زنا کرتے تھے۔ جوأ کھیلتے تھے اور کسی قسم کے جُرم کو معصیت نہیں سمجھتے تھے۔ غرضکہ جتنی متفرق بدیاں مختلف زمانوں میں دُنیا میں ہوتی رہی ہیں۔ آدم سے لیکر آخر زمانہ تک وہ سب مجموعی طور پر اس زمانہ میں پائی جاتی تھیں وہ ایک نہایت ہی تاریک زمانہ تھا جس میں آنحضرت صلعم کا آفتاب نبوۃ نکلا اور اس نے دُنیا کو روشن کیا وہ لوگ جن میں آپؐ مبعوث ہوئے نہ خدا کو مانتے تھے نہ انبیاءؑ کے ساتھ کوئی تعلق رکھتے تھے اور نہ آخرۃ کے قائل تھے بلکہ کہا کرتے تھے ان ھی الّا حیاتنا الدنیا نموتُ ونحیٰ۔ یہ صرف اسی دُنیا کی زندگانی ہے اس میں لوگ زندگی بسر کرکے مر جاتے ہیں اور بس اتنے ہی پر خاتمہ ہو جاتا ہے اور کہتے تھے وما یھلکنا الّا الدھر۔ یہ زمانہ ہی ہم ہلاک کریگا اور بس، غرض وہ دہریہ تھے اور جتنے گند اور افعال شنیعہ انسان میں ہوتے یا ہو سکتے ہیں وہ سب ان میں موجود تھے۔ ایسی خراب حالت کے بعد جو تبدیلی ان لوگوں میں پیدا ہوئی وہ ہر اس شخص سے جو اسلامی حالات سے آگاہی رکھتا ہے مخفی نہیں اسلام لانے سے قبل ان کی حالت یہ تھی کہ یأکلون کما یأکل الانعام چارپایوں کی طرح کھانے پینے کے سوائے ان کا کوئی شغل نہ تھا اس کے بعد ان کی حالت اسلامی کی یہ تعریف ہے کہ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا اپنے ربّ کی عبادت میں سجدہ اور قیام کرتے ہوئے رات گذار دیتے ہیں وہ کھانا سب بھول گئے اور پہلا نقشہ بالکل بدل گیا خود قرآن شریف میں ان کے ہر دو وقتوں کی حالت بوضاحت بیان کی گئی ہے اور قرآن شریف ان کے سامنے علانیہ سُنایا جاتا تھا اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو وہ ضرور بول اٹھتے کہ یہ جھوٹ ہے مگر سُن کر کسی نے دم نہ مارا حدیث میں ان کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ۔ میرے اصحاب میں صرف اللہ ہی اللہ ہے۔ ان کے اندر وہ رُوح پھونکی گئی کہ انہوں نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا کیا مال اور کیا جان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا عزیز و اقارب، کیا وطن و دیار اور کیا عزّت و آبرو ان کا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہو گیا اور وہ اس کے مصداق ہو چکے تھے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ انہوں نے ایثار کا وہ نمونہ دکھایا کہ آج تک دُنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قطعًا عاجز ہے۔ حالانکہ اس سے قبل وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے یہ تبدیلی اور یہ تغیّر کیا ایک مکّار اور دغاباز انسان پیدا کر سکتا ہے۔ کوئی ہے جو اس کی ایک ہی نظیر پیش کر سکے بلکہ سچ کہتا ہوں کہ اس اصلاح کی نظیر تو گذشتہ انبیاءؑ میں بھی نہیں مل سکتی۔ وَالنُّبُوَّۃُ عَلٰی مَنِ ادَّعٰی ذٰلِکَ۔ پس زمانہ کی تاریکی اور اس کے بعد کی روشنی خود آنحضرت صلعم کی صداقتِ نبوّۃ کے لئے ایک نہایت زبردست دلیل ہے کیونکہ جب ایک طبیب ایسے وقت میں آئے کہ لوگ مختلف قسم کی بیماریوں میں گرفتار ہوں جیسے سِلؔ اور دِقؔ اور محرقہ وغیرہ اور اس طبیب کے علاج سے وہ بیمار شفا پا جائیں تو پھر ایسے شخص کو طبیب ماننے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس آنحضرت صلعم بھی ایک روحانی طبیب تھے اور جس کام کا دعویٰ کیا وہ کر کے دکھلا دیا اور ایسے طور سے اس کی تکمیل اور تبلیغ کی کہ اس کی نظیر دنیا بھر میں نہیں پائی جاتی۔ مگر یہ سب کچھ ان کے لئے ہے۔ جو چشمِ بینا اور قلبِ سلیم رکھتے ہیں ورنہ شپرّوں کو تو سورج بھی نظر نہیں آتا ؏

آپؐ کا تیسرا معجزہ

آپؐ کا تیسرا معجزہ یہ ہے کہ جب آپؐ نے بحکم خدا، ان غفلت کے لحافوں میں سوئے ہُوؤں کو جگانا چاہا تو انہوں نے پسند نہ کیا کہ اپنی میٹھی نیند کو چھوڑیں اور جو آبِ حیات آپؐ اُن تشنہ لب اور جان بلب پیاسوں کے لئے لائے تھے انہوں نے اس کو زہرِ قاتل سمجھا اس لئے انہوں نے اپنی پہلی ہی حالت پر رہنے کو ترجیح دی اور آپؐ کی طرف کان نہ دھرا بلکہ کوشش کی کہ کسی طرح آپؐ ان باتوں سے باز رہیں اور جس طرح کوئی گہری نیند میں سونے والا اپنے جگانے والے کو کہتا ہے کہ بھائی، فلاں چیز مجھ سے لے لو مگر میری نیند میں خلل انداز مت ہو، اسی طرح انہوں حُفْرَہْ ضلالت سے نکلنا نہ چاہا بلکہ یہ چاہا کہ کسی طرح آپؐ ان کو یہ باتیں کہنی ہی چھوڑ دیں۔ چنانچہ آپؐ کو آپؐ کے اس مقصد اعلیٰ سے پھیرنے کی اس طرح کوشش کرنے لگے کہ دُنیا کے تمام خوبصورت و مرغوب نظارے آپؐ کے سامنے پیش کیئے اور کہا کہ ہم آپؐ کو اپنا سردار مقرر کرنے اور عنانِ حکومت آپؐ کے ہاتھ میں دینے کے لئے تیّار ہیں اور ان میں سے اعلیٰ ترین خاندانوں نے اپنی خوبصورت سے خوبصورت لڑکیوں کو پیش کیا اور اس امر کو قابل عزّت اور باعث فخر سمجھا کہ آپؐ ان سے تعلق پیدا کریں۔ مال اور دولت کا لالچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپؐ کو دیا۔ غرض ہر طرح سے عزت افزائی اور آرام و آسائش اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کرنیکا وعدہ کیا تاکسی طرح آپؐ اشاعتِ توحید کو چھوڑ دیں مگر اس نور سے بے بہرہ دشمن کو کیا معلوم تھا کہ اس برگزیدہ کی نظر میں تمام دنیا کی حکومت اور تمام دنیا کے اموال و متاع ایک مُردار سے بڑھ کر حقیقت نہ رکھتے تھے چنانچہ آپؐ نے ان تمام محرّکات کا سختی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور سب پر لات ماری۔ غرضیکہ ہر رنگ سے آپؐ کا مقابلہ کیا گیا اور تمام طاقتیں آپؐ کے خلاف صَرف کی گئیں۔ لیکن آپؐ کی ہمت اور استقلال میں اس سے ایک ذرہ بھر بھی فرق نہ آسکا پس یہ تیسرا معجزہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپؐ نے ہر قسم کے لالچ سے مُنہ پھیرا۔ مگر اپنے مشن کو ہاتھ سے نہ دیا۔ کیا اس کی نظیر صفحۂ عالم پر مل سکتی ہے کہ کسی طالب الدنیا انسان کے سامنے دنیا اپنی تمام زرق برق کے ساتھ ایک مزیّن لباس میں حاضر ہوئی ہو اور ہر ایک آسائش و آرام اس کے پاس لایا گیا ہو مگر اس نے قطعاً ان باتوں کی طرف التفات تک نہ کیا ہو بلکہ وہ ویسی ہی ہمّت اور ثبات کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہا ہو جیسا کہ ذاتِ بابرکات سرورِ کائنات سے ظہور میں آیا۔ سوائے دُنیا کے فرزندو! آنکھیں کھولو! اور بانصاف غور کرو کہ کیا اس استقلال کا نمونہ کسی جُھوٹے اور مُفتری انسان میں پایا جاسکتا ہے بالخصوص اسوقت جبکہ تمام مخالف اپنے سب ہتھیار ڈال کر اس کو اپنا مُطاع اور حاکم بنانے کیلئے تیار کھڑے ہیں اور ہر ایک قسم کا لالچ دے رہے ہیں بلکہ سب کچھ پیش کر رہے ہیں۔

آپ کا چوتھا معجزہ

آپؐ کا چوتھا معجزہ اس میں بھی آپؐ منفرد ہیں، یہ ہے کہ جب آپؐ نے خالص توحید کا وعظ شروع کیا اور اپنے دعویٰ نبوّۃ کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دعویٰ بھی وہ کہ جس کے ماننے اور قبول کرنے کیلئے لوگ قطعاً تیار نہ تھے۔ بھلا جن کا روزمرّہ کا مشغلہ ہی بُت پرستی تھا اور جن کے پاس تین سو ساٹھ بُت تھے گویا ہر روز کے لئے ایک نیا بُت۔ وہ کب ایک خدا کو مان سکتے تھے۔ ایسے ہی دیگر کام جن میں وہ اپنے نفسوں کا آرام پاتے تھے ان کو وہ کب یونہی چھوڑ دینے والے تھے اور پھر وہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بیکس و بے بس انسان تھا کب خدا کا نبی ماننے کیلئے تیار تھے جبکہ وہ تعلیم بھی وہ دیتا تھا جو ان کے خود تراشیدہ دنیاوی آسائش و آرام میں خلل انداز تھی۔ اس سلئے پہلے تو انہوں نے یہ خیال کر کے کہ شائد یہ کسی قسم کی بڑائی کا طالب ہے ہر قسم کی بڑائی کے سامان پیش کیئے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اس طرح دال نہیں گلتی تو جوش میں آگئے اور آپؐ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے۔ قتل کے منصوبے سوچنے لگے اور ہر قسم کی اذیّت و تکلیف پہنچانے کی راہیں تلاش کرنے میں مشغول ہو گئے۔ غرضکہ چھوٹے بڑے۔ امیر و غریب۔ مرد و عورت۔ رعایا و بادشاہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مخالفت پر تُل گئے۔ اِدھر آپؐ اکیلے اور تن تنہا بے بسی و بے کسی کی حالت میں ہیں۔ کوئی ساتھ دینے والا بجز۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے اور اگر کوئی آپؐ پر ایمان لانیکا اظہار کرتا ہے تو اس کی بھی جان پر بن جاتی ہے آخر اس خدا نے جس نے آپؐ کو دین حق دیکر مبعوث کیا تھا بعض دلوں کو آپؐ کی طرف پھیر دیا مگر وہ نہایت قلیل تعداد میں تھے کہ جن کا ہونا اور نہ ہونا دنیاوی نقطۂ نگاہ سے یکساں تھا۔ مگر ان کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جانے لگا کہ سخت بے رحمی کے ساتھ عرب جیسے ریگستان کی ریت پر دُھوپ کے وقت میں لٹا کر اوپر بوجھ ثقیل رکھکر انکار پر مجبور کیا جاتا ہے۔ غریب عورتوں کی بے عزتی کیجاتی ہے اور ایسے ظالمانہ طریق سے ان کو دُکھ دیکر جان بحق کیا جاتا ہے کہ اس کا نقشہ ذہن میں بھی لانا دشوار ہے اور اس کے تصوّر سے جگر پھٹتا ہے۔ اس کو تحریر میں لانے سے قلم رُکتا اور ہاتھ شرماتا ہے پس ایسی حالت میں یہ مقابلہ شروع ہوتا ہے کہ ایک طرف باسرو سامان اور مالک الافواج دشمن ہے جس کو اپنی دنیاوی وجاہت، طاقت، رعب اور مال و دولت پر اور اپنے سامانوں پر بھروسہ ہے اور سمجھتا ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس جناح بعوضہ کی طرح بے حقیقت انسان کو اپنے پاؤں تلے کُچل کر نیست و نابود کر دونگا اور دنیا سے اس کا نشان تک مٹا دونگا۔ اور دوسری طرف وہ برگزیدہ اور خدا کا پیارا اور دُنیا کا نجات دہندہ ہے جس کے ساتھ اور جس کے ماننے والوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا جاتا ہے اور وہ روک نہیں سکتا اور نہ اس کے پاس کوئی فوج ہے نہ جتھا ہے اور نہ مال و دولت، غرض کوئی ایسا دنیاوی ذریعہ نہیں جس سے خواب میں بھی فتح اور غلبہ کی امید ہو سکے۔ مگر ہاں اس کو اپنے بھیجنے والے عزیز و غالب اور مالکِ کل اور خالق ہر شئے خدا پر بھروسہ بلکہ یقین ہے کہ وہ اسے ضائع ہونے سے بچائیگا اور آخرِ کار اسی کو غالب فرمائیگا۔ چنانچہ وہ حریف نامدار کو کہتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی مگر وہ ہنستا ہے اور کہتا کہ بلّی کو چھیچھڑے ہی کی خوابیں آیا کرتی ہیں اور اس کو ایک نعوذ باللہ پاگلانہ گپ اور جاہلانہ بڑ قرار دیتا ہے۔ اور در حقیقت ایک دُنیا کے کیڑے کی نظر میں ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ اس کس مپرسی کی حالت میں ساری دُنیا کا مقابلہ کرنا اور پھر فتح و غلبہ کے الہام سُنانا۔ بجز حقیقت شناس کے کون مان سکتا ہے کہ آخر کار وہی کچھ ہو کر رہیگا جو یہ کہہ رہا ہے بہرحال اس عجیب و غریب مقابلہ کا انجام دیکھنے کی طرف سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور آخری فیصلہ کا انتظار کر رہی ہیں ٭

تب ایسی حالت میں آپؐ کی زبان مبارک پر خدا کی طرف سے یہ جاری کیا گیا اِنَّا فَتَحْنَا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لك فتحًا مُبِينًا کہ مجھے کھلی اور بیّن فتح عطا کی جائیگی۔ یوں تو مواطن کثیرہ میں آپ کو فتح اور دشمن کو شکست حاصل ہوئی اور ان سے بھی آپؐ کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہوئی کہ ایک بے سروسامان اور تن تنہا انسان کا باسروسامان اور فوجوں اور جتھوں والے دشمن پر غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے ہرگز ممکن نہیں مگر اس "فتح مبین" کے لئے کہ جس پر دشمن نے بھی آپؐ کی سچائی کا اقرار کیا اور بیّن اور نمایاں طور پر آفتاب صداقت طلوع ہُوا۔ وہ دن مقدر تھا کہ جس میں فتح مکہ کا سہرا آپؐ کے سر پر بندھا۔ چنانچہ اس دن وہ دشمن کہ جو اپنی فوجوں پر اور اپنی طاقت پر اور اپنے اموال وامتعہ پر اور اپنے ہر قسم کے سازوسامان پر گھمنڈ کر رہا تھا اس انسان کے سامنے کہ جس کو حقیر اور ناچیز سمجھتا تھا مغلوب و محکوم ہو کر دست بستہ کھڑا ہُوا نظر آتا ہے اور کانپتا اور تھرآتا ہے کیونکہ وہ خیال کر رہا ہے کہ آج اس سے اسکے ان مظالم اور سفاکانہ افعال کا بدلہ لیا جائیگا جو وہ اس محبوب الٰہی اور دُنیا کے نجات دہندہ کے ساتھ کر چکا تھا ؛

آہ! یہ نظارہ ایک منصف دل انسان کے اندر ایک عظیم الشان تغیر و تبدیلی کر دیتا ہے اور اس کو اس فکر اور سوچ میں ڈال دیتا ہے کہ ایسا کیوں ہُوا کیونکہ پہلے حالات اور پہلے اسباب کا تو یہ نتیجہ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ پس اے عقلمندو! سوچو کہ یہ اُلٹا نتیجہ کیوں ظاہر ہُوا۔ اُس حالت پر نظر کرو کہ جب یہ مقابلہ شروع ہُوا۔ اور اس آخری فیصلہ پر دھیان کرو، کہ یقیناً تمھیں اس میں ایک راز پنہاں دکھائی دیگا۔ اور بلاریب تم خدا کی قدرت کا مشاہدہ کروگے۔ کیونکہ یہ انسانی کاروبار میں بیشک عجیب معاملہ ہے لیکن تم حیرت میں نہ پڑو اور یقین کرو کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ یہ انسانی جنگ نہ تھی بلکہ شیطان و رحمٰن کی جنگ تھی۔ وہ جو تمھیں اکیلا نظر آتا تھا وہ اکیلا نہ تھا اور نہ وہ بے سروسامان تھا۔ بلکہ خدا کی کھچی ہوئی تلوار آپؐ کے ساتھ تھی اور ملائکہ کی بے شمار فوجیں اس کی طرف سے لڑ رہی تھیں اب کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ خدا کا ملعون و مخذول دشمن اس خدا کے پہلوان پر غالب آسکتا تھا ؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس جو کچھ ہُوا وہ ٹھیک ہُوا۔ اس سے حیران مت ہو۔ ہاں ان لوگوں سے کہ جو آنحضرتؐ کو منجانب اللہ تسلیم نہیں کرتے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس بے نظیر و بے مثال کامیابی کا کوئی نمونہ بتا سکتے ہو کہ ایک شخص مفتری ہو کر اس طرح کی اعلیٰ ترین ترقی پر اس قدر قلیل عرصہ میں فائز ہو گیا ہو۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر آپؐ کے اس اعجاز بے مثال کا اقرار کرو ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپؐ کا پانچواں معجزہ

آپؐ کا پانچواں واقعہ جو آپؐ کی صداقت بلکہ افضلیت پر دال ہے اور جو وہ بھی معجزانہ رنگ اپنے اندر رکھتا ہے یہ ہے کہ جب دشمن اپنی آرزوؤں اور امیدوں کے خلاف اس "سردار جہان"، کے سامنے غلاموں اور خادموں کی طرح کھڑا ہوتا ہے اور اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے کیونکہ اس کے تمام وہ مظالم اور اس کی تمام وہ بے رحمانہ کارروائیاں جو وہ آپؐ اور آپؐ کے متبعین کے ساتھ کر چکا تھا اس کو بخوبی یاد تھیں لہٰذا وہ ان کا بدلہ دیکھنے کا منتظر ہے۔ عین اس حالت میں پھر وہ اپنی امید اور اپنے خیال کے خلاف معاملہ دیکھتا ہے کہ وہ خدا کا پیارا اس کو صاف الفاظ میں کہدیتا ہے لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْم۔ کہ جاؤ تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ یقیناً اگر آپؐ ان سے انتقام لیتے تو نہ دنیا کا کوئی قانون آپؐ پہ حرف گیری کر سکتا تھا اور نہ کسی قسم کا آپؐ پر الزام آ سکتا تھا کیونکہ یہ ان کے کئے کا بدلہ ہوتا۔ اے منکرو! تم ہی بتاؤ کہ جس نے آنحضرت صلعم پر ایسے ایسے مظالم کئے ہوں کہ جن کا تصور بھی مشکل سے ہو سکتا ہے قتل کی انتہائی کوشش کی۔ گھر سے بے گھر وطن سے بے وطن کر دیا۔ اور پھر آپؐ کے ماننے والوں میں سے بہتوں کی جائیدادیں ضبط کر لیں۔ بہتوں کو گھر سے نکال دیا۔ بہتوں کو قتل کر دیا دو مست اونٹوں کے ساتھ باندھکر ان کو مخالف جانب چھوڑ کر بے رحمی و بے دردی کے ساتھ جان بحق کیا۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی اور نیزوں سے چھلنی کر دیا۔ ایسا ظالم جب قابو آئے تو انصاف اور عدل کا کیا تقاضا ہونا چاہیئے تھا اس کو تو پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جاتا تو بھی انصاف کا تقاضا پورا نہ ہو سکتا تھا۔ مگر اس رحمۃ للعالمین کا رحم و پیار تو دیکھو، کس محبت بھرے الفاظ میں کہتا ہے۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْم۔ سرزنش تک نہیں کرتا۔ جاؤ تواریخ عالم کی اوراق گردانی کرو اور اس قسم کا ایک ہی نظارہ دکھا دو؟ کیا یہ فعل کسی کینہ ور اور غیظ و غضب سے مغلوب انسان کا ہو سکتا ہے؟ خدا سے ڈر کر انصاف سے کام لو اور تعصّب کی پٹی آنکھوں سے اُتار دو تا تمہیں اس رحیم و کریم اور مالک خُلق عظیم خیر البشر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی عظمت و بزرگی نظر آ سکے۔ نعم ما قال اللہ تعالےٰ۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؞

باقی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے خود حضور علیہ السلام پر اور حضورؐ کے صحابہ کرامؓ پر کیا اثر کیا سو دشمن دوست سب جانتے ہیں کہ حضورؐ نے جو کچھ کہا اسے کر کے دکھایا اور کہ صحابہ کرامؓ حضورؐ کی تعلیم کا عملی نمونہ تھے ؞

والسّلام

خاکسار تاج الدین۔ لائلپوری (مولوی فاضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النّاصِر

اِمام جماعت احمدیہ کا پیغام

اچھوت بھائیوں کے نام

برادران!

آپ لوگوں کے سامنے ہمارے دعوۃ و تبلیغ کے سیکرٹری کی طرف سے ایک مضمون پڑھا گیا ہے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے مذاہب کی طرف سے بھی ایسے مضامین پڑھے گئے ہیں۔ جن میں ان مذاہب کی خوبیوں کو پیش کیا گیا ہے۔ مجھ سے خواہش کی گئی ہے۔ کہ مَیں بھی اختصاراً اس موقعہ پر کچھ کہوں۔ سو مَیں آپ لوگوں کی خیر خواہی کو مدِّ نظر رکھ کر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مذہب کا معاملہ ایک نہایت ہی نازک معاملہ ہے۔ اگر بنی نوع انسان کا پیدا کرنے والا کوئی خدا ہے۔ اور اگر مذہب اُس خدا اور بندہ کے تعلق کو استوار کرنے کے لئے آتا ہے۔ تو یقیناً مذہب کو کھیل اور تجارت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بیشک سچّے مذہب میں تمام بنی نوع انسان کی بہتری کے ذرائع موجود ہونے چاہئیں۔ لیکن ہمیں صرف اس غرض کے لئے کوئی مذہب قبول نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے ماننے والے ہم سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اگر ایک سچّے مذہب کے پَیرو کسی وقت اپنے خدا کی تعلیم کو بھول کر ایک جماعت پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جماعت اس سچّے مذہب کو چھوڑ کر ایک جھوٹے مذہب کو اس لئے قبول کرلے کہ اس میں اسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ سہولتیں حاصل ہونگی۔ مذہب کسی کی جائیداد نہیں۔ اگر ایک مذہب کے پیرو اپنے مذہب کی تعلیم کے خلاف کوئی کام کرتے ہیں۔ تو دوسروں کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کی اصلاح کریں نہ کہ اس مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب میں چلے جائیں جس کی سچائی کو ان کا دل قبول نہیں کرتا ؂

مَیں یقین رکھتا ہوں ۔کہ اسلام خدا تعالیٰ کا مذہب ہے۔ اور اس میں سب قوموں کی بہتری کا سامان ہے۔ لیکن مَیں آپ سے یہ ہرگز نہیں کہتا۔ کہ چونکہ اس میں آپکو چند دنیوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ آپ اس کو قبول کرلیں۔ مَیں ان ظلموں سے واقف ہوں۔ جو ہزاروں سال سے آپ پر ہو رہے ہیں۔ اور مَیں ان ظلموں میں یہ کہکر زیادتی نہیں کرنا چاہتا کہ آپ بغیر تحقیق کے ایک مذہب کو جو آپ کو زیادہ دنیوی فائدہ دیتا ہو۔ قبول کرلیں۔ بلکہ اے مظلوم قوم! مَیں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں ۔کہ آپ مذہب کو مذہب کی خاطر قبول کریں۔ اور اپنے ربّ کا وصال حاصل کرنے کے لئے ایسا کریں۔ تاکہ اگر آپ کی دُنیا خراب ہوئی ہے۔ تو آپ کی آخرت تو خراب نہ ہو۔ پس غور کریں۔ اور دُعا کریں۔ اور جوش اور غضب کو دل سے نکال دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے التجا کریں ۔ کہ وہ آپ کو سچّا راستہ دکھائے۔ پھر جو سچّا راستہ آپکو معلوم ہو۔ اس کو قبول کرلیں۔ خواہ اس کے موجودہ ماننے والوں کی حالت کچھ ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر فضل کرے۔ اور آپ کے دُکھوں کو دُور کرے۔ اور اس کی رحمت آپ لوگوں کو اس دُنیا میں بھی ڈھانک لے۔ اور آخرۃ میں بھی ڈھانک لے۔ کیونکہ آپ نے بہت عرصہ تک ظلم سہے ہیں۔ اور آپ فی الواقعہ خدا کے فضل کے مستحق ہیں ؂

126

خاکسار

مرزا محمود احمد

قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا میں ہر قوم پر ترقی و تنزّل کا دَور آتا ہے۔ اور ہر ایک دَور کے وقت اس قوم کے جذبات افکار اور خیالات مختلف ہوتے ہیں۔ جب کوئی قوم ترقی پر ہوتی ہے۔ اور ہر طرف کامیابی اور کامرانی دیکھتی ہے تو اسوقت اس قوم کے فرزندوں کا یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ ہم ہی کو دُنیا کی اصلاح کرنی ہے اسوقت انہیں کسی نئے آنیوالے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو جو مشکلات انہیں پیش آتی ہیں۔ وہ ان کا آسانی سے خود حل کر لیتے ہیں۔ اور اگر وہ اس حالت میں کسی نئے آدمی کا آنا مانتے بھی ہیں تو اس لئے کہ وہ ترقیاں کریگا۔ اور جو مشکلات اس کی راہ میں حائل ہونگی وہ خود ان کا ازالہ کریگا۔ لیکن جب کسی قوم پر تنزل کا دَور ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ تھک جاتے ہیں اور سُست ہو کر ہمّت ہار بیٹھتے ہیں۔ اور یہ خیال کہ ہم دُنیا پر غالب نہیں آسکتے ان کے دماغوں پر مستولی ہو جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے اور ان کی پست خیالی اس حد تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اب ان میں سے خدا بھی کوئی اور ایسا نیا شخص پیدا نہیں کر سکتا جو انہیں اس ذلت کے گڑھے سے باہر نکالے۔ تب وہ اپنے آپ کو تسلّی دینے کے لئے اور اپنے اعداء کو خاموش کرنے کی غرض سے اپنے پہلے کسی بزرگ یا نبی کے متعلق یہ عقیدہ بنا لیتے ہیں کہ وہ ابھی زندہ ہے اور پھر دوبارہ آئیگا اور یہ بات خیالی نہیں ہے۔ بلکہ جب ہم انسان کی حالت پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عقائد کے پسِ پردہ یہی ذہنیّت کام کر رہی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس امر کے ثبوت کے لئے پہلے میں گذشتہ اقوام کے نظائر پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے بزرگوں کی نسبت ایسا عقیدہ رکھا۔ کہ وہ زندہ ہیں لیکن پیچھے آنیوالوں نے انہیں اساطیر الاوّلین کہکر ردّ کر دیا۔

113

(۱) رومولوس نے ۷۵۳ قبل مسیح روما شہر کی بنیاد ڈالی اور اس طرح کہ وہ جو ڈاکو اور مفرور قیدی اور مجرم ہوتے اس جگہ بھاگ کر پناہ گزین ہو جاتے۔ آخر کار جنہوں نے صابیوں کی عورتوں کو چھین کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ تو تب صابیوں اور رومیوں میں شدید جنگ ہوئی۔ لیکن مغصوبہ عورتوں نے دونو فریقوں کے درمیان واسطہ بنکر صلح کرا دی۔ لیکن تھوڑی دیر ہی گذری تھی۔ کہ ایک صابی نے ۱۵ میں رُمولوس کو خفیۃً قتل کر دیا۔ پھر لکھا ہے:۔

واخفوا امرہ سنۃ ۷۱۵ وقالوا انہ صعد الی السماء وصار الھا وسمی کویرینوس واقیم لہ ھیکل فی التل المدعوا الکویرنالی صفحہ ۳۲۲ اساطیر الاوّلین کہ انہوں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا اور یہ کہا کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا ہے اور معبود بن گیا ہے۔ اور اس کا نام کویرینوس ہے۔ اور اس کا بُت کویرنالی ٹیلے پر نصب کیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتابُ التوحید

(بجواب رسالہ)

اثبات التثلیث فی التوحید

(نمبر ۸)

پادری عبدالحق صاحب کی دوسری دلیل کا جواب

الامر العاشر

اگر غیر مسیحی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو اکثر کہنا جائز نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اکثر اور واحد دونو کہنا ناجائز ہے *

الجواب الاوّل

بیشک ہم مسلمان خدا تعالیٰ کو کثیر یا اکثر کہنا جائز نہیں سمجھتے۔ مگر پادری صاحب کا یہ کہنا "عیسائی لوگ اکثر اور واحد کہنا دونو کو ناجائز سمجھتے ہیں" غلط ہے۔ کیونکہ عیسائی لوگ واقعہ میں یہ دونو باتیں خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ وہ توحید فی التثلیث کے قائل ہیں یعنی وہ خدا کو از رُوئے ذات واحد اور از رُوئے اقانیم تین مانتے ہیں۔ پس وہ خدا کو واحد بھی کہتے ہیں اور کثیر بھی۔ اس لئے یہ کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اکثر اور واحد کہنا دونو ناجائز ہے *

الجواب الثانی

پادری صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ جس طرح خدا کو اکثر کہنا منع ہے اسی طرح اُسے واحد اور اکثر کہنا دونو منع ہے غلط ہے کیونکہ اکثر کہنا تو بیشک تورات کے خلاف ہے۔ لیکن واحد کہنا تورات اور خدا کے مقدس صحیفوں کے خلاف نہیں بلکہ تورات کا سب سے بڑا حکم یہی ہے کہ خدا کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واحد کہا جاوے۔ اس لئے خدا کو واحد کہنا ناجائز نہیں بلکہ واجب ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:۔

"یسوع نے اُسے جواب دیا کہ سب حکموں میں اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے"

الجواب الثالث

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ جس طرح خدا کو اکثر کہنا درست نہیں اسی طرح اُسے واحد کہنا بھی درست نہیں۔ غلط ہے کیونکہ خدا کی وحدت سے اُس کی شان کا اظہار ہوتا ہے لیکن کثرت سے اُس کی شان زائل ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اُسے واحد کہیں کثیر نہ کہیں کیونکہ واحد ہو کر سارے کام کرنا اور اکیلا ہو کر سارے محاسن اپنے اندر رکھنا اور یکتا ہو کر ساری خوبیوں کا مجموعہ ہونا یقیناً کمال ہے اور لیس کمثلہ کی شان کا اظہار ہے۔ لیکن اُس میں کثرت کا ماننا اُسکی شان کو گھٹاتا ہے۔ کیونکہ کثرت افراط ہے اور افراط میں عدم ضرورت کا نقص ہے اور خداتعالیٰ نقصوں سے پاک ہے ؁

الامر الحادی عشرۃ

پس واجب تعالیٰ تعین و تعدد کی رو سے نہ واحد ہے نہ کثیر نہ زوج ہے نہ فرد ؁

الجواب الاوّل

۱۲۶

جناب پادری صاحب! اگر خدا کی ذات نہ واحد ہے نہ کثیر تو پھر اپنے مذہب کی خیر منائیے کہ وہ جڑ سے اُکھڑ رہا ہے۔ کیونکہ خدا کے متعلق آپ کا عقیدہ ہے:۔

تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث

یعنی

خدا ذات کی رُو سے واحد اور اقانیم کی رُو سے کثیر ہے۔

لیکن آپ نے اپنے رسالہ میں یہ لکھ کر کہ وہ نہ واحد ہے اور نہ کثیر اپنے مذہب کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ کیونکہ اگر وہ واحد نہیں تو اُس کی ذات اُڑ گئی۔ کیونکہ عیسائی اُس کی ذات کو واحد سمجھتے ہیں۔ اور اگر وہ کثیر نہیں تو اُس کے اقانیم اُڑ گئے۔ کیونکہ خدا عیسائی مذہب کی رُو سے بلحاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقانیم کے کثیر ہے۔ پس پادری صاحب کے مذکورہ بالا فقرہ کی رُو سے نہ خدا کی ذات رہی۔ اور نہ اُس کے اقانیم رہے۔ چلو سب بکھیڑوں سے نجات ہوگئی۔ اور آپ عیسائی سے دہریہ ہو گئے۔ دیکھا جناب یہ ہے آپ کے اعتراض کا نتیجہ۔ خلاصہ یہ کہ آپکا یہ کہنا کہ خدا نہ واحد ہے نہ کثیر۔ یہ توحید فی التثلیث کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیتا ہے کیونکہ جب آپ نے یہ کہا کہ وہ واحد نہیں تو آپ نے اُس کی ذات کا انکار کر دیا۔ کیونکہ بقول عیسائیوں کے خدا ذات کی رُو سے واحد ہے۔ اور جب آپ نے یہ کہا کہ وہ کثیر نہیں تو آپ نے اُس کے تینوں اقنوموں کا انکار کر دیا۔ کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک خدا اپنے اقانیم کے لحاظ سے کثیر ہے ؞

الجواب الثانی

آپ کا یہ کہنا کہ خدا نہ واحد ہے۔ نہ کثیر۔ آدھا غلط ہے اور آدھا درست۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ خدا واحد ہے۔ کثیر نہیں۔ اس لئے آؤ ہم اپنے اختلاف کو دُور کرنیکے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے دربار میں مقدمہ لیجائیں اور اُن سے فیصلہ چاہیں۔ پھر اگر مسیحؑ میرے حق میں گواہی دیں تو میں سچا۔ اور اگر وہ آپ کی تائید کریں تو آپ سچے۔ سو آؤ۔ ادب سے خاموش ہو جاؤ کہ سامنے مسیح علیہ السلام کا دربار ہے۔ دیکھو وہ صدر مجلس ہیں تخت نبوت پر بیٹھ کر مسیحؑ اپنے درباریوں کو کیا فرما رہے ہیں؟ گوش ہوش سے سنو! کیا سُریلی آواز میں فرماتے ہیں کہ:۔

"یسوع نے اُسے جواب دیا۔ کہ سب حُکموں میں اوّل یہ ہے کہ اے اسرائیل سُن! ہمارا خداوند خدا ایک ہی خداوند ہے۔" (مرقس ۲۹/۱۲)

سُنا پادری صاحب آپ نے مسیحؑ کا فیصلہ کہ کن صاف اور واضح لفظوں میں فرماتے ہیں کہ خدا کا سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ انسان خدا کو ایک سمجھے۔ پس آپ کا قول غلط ٹھیرا کہ خدا نہ واحد ہے اور نہ کثیر۔ کیوں مسیحؑ نے صاف فرما دیا کہ خدا واحد ہے؟ اور یہی ہمارا مذہب ہے، اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصد تھا ؞

الجواب الثالث

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نہ واحد ہے نہ کثیر۔ خود عیسائیت کی رُو سے غلط ہے کیونکہ عیسائیوں کے نزدیک خدا واحد فی التثلاثہ اور ثلاثہ فی الواحد ہے یعنی ایک میں تین اور تین میں ایک۔ پس جو تین میں ایک۔ اور ایک میں تین ہوگا۔ وہ واحد بھی ہوگا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کثیر بھی۔ کیونکہ ایک کا عدد واحد اور تین کا عدد کثیر ہے پس عیسائیوں کے اپنے مذہب کی رو سے پادری صاحب کا یہ فقرہ کہ خدا واحد ہے نہ کثیر۔ غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ ایک میں تین اور تین میں ایک مانکر خدا کو ایک بھی کہنا اور تین بھی کہنا اور پھر دوسری طرف یہ کہنا کہ وہ نہ ایک ہے اور نہ تین نہ واحد ہے اور نہ کثیر۔ کس قدر ظلم عظیم اور کتنے بڑے جھوٹ کا ارتکاب ہے پس عیسائیوں کا یہ متفقہ عقیدہ کہ خدا ایک میں تین اور تین میں ایک ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا ہے کہ خدا واحد بھی ہے۔ اور کثیر بھی اس لئے پادری عبدالحق صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نہ واحد ہے اور نہ کثیر۔ عیسائیوں کے متفقہ عقیدہ کے خلاف ہے اس لئے قابل قبول نہیں ❊

الجواب الرابع

پادری صاحب کا یہ کہنا کہ خدا نہ فرد ہے نہ زوج۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ واجب تعالےٰ یقیناً فرد ہے ہاں زوج نہیں۔ کیونکہ فرد طاق کو کہتے ہیں اور ایک کا عدد طاق ہے۔ اور چونکہ بائیبل اور مسیح خدا کو ایک قرار دیتے ہیں اس لئے وہ ایک ہو کر طاق کا مصداق ہوا ہاں وہ زوج نہیں کیونکہ زوج کے لئے ایک سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ اور خدا ایک سے زیادہ نہیں۔ پس وہ فرد ہے مگر زوج نہیں۔ طاق تو ہے مگر جفت نہیں ❊

(باقی دارد)

128

مناظر قدرت اور قرآن مجید کی بعض آیات کا حل

ڈیرہ دون ۲۸ جنوری | ہم شہر سے ۸ میل کے فاصلہ قدرت کے اس مشہور منظر کو دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے جہاں پانی پہاڑ کاٹ کر ایک خوشنما ٹرنگ بناتی ہے اور وہ ٹپکو پانی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں پتھر کی ایک عظیم چٹان میں سے پانی کا چشمہ اُبل رہا ہے اور اس کے گرد بہت سے چھوٹے چھوٹے چشمے جاری ہیں۔ اس کا پانی نہایت خوش ذائقہ موسم گرما میں بہت سرد اور سرما میں قدرے گرم ہوتا ہے اسکے اوپر دونو طرف سر بفلک پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں جن کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ اس جگہ دھوپ کبھی نہیں آتی۔ (نامہ نگار) منقول از احسان یکم فروری صفحہ ۴ حاشیہ۔

مندرجہ بالا عبارت پڑھنے سے قرآن مجید کے دو مسائل کا حل ہوتا ہے ایک تو حضرت موسیٰ کے معجزہ کا۔ ان اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا۔ کے معنے کھل گئے جیسے بعض اسلاف نے خواہ مخواہ اسکو پیچیدہ بنا لیا ہے اسی طرح محققین حال نے گھبرا کر اضرب بعصاک الحجر کے معنے اپنی جماعت کو پہاڑ پر لے جا کر دیئے ہیں حالانکہ صحیح یہی ہے کہ حسب حکم و اعلام الٰہی حضرت موسیٰ نے پتھر کی چٹان پر عصا مارا۔ اور وہاں سے چشمے پھوٹ پڑے۔ یہ یقیناً ایک معجزہ تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اصحٰب کہف نے جہاں پناہ لی تھی وہاں دھوپ نہیں آتی تھی تو اس کا نمونہ بھی موجود ہے۔ اسکے لئے خواہ مخواہ تاویلات بعیدہ کی ضرورت نہیں ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ انگلستان کا ایک قابل مطالعہ ورق

وہ ملک جو آگے چل کر دنیا میں قابل رشک اہمیت حاصل کرنیوالا تھا اور بیسویں عیسوی میں "مغربی تہذیب وتمدن" کا سب سے بڑا مرکز بننے والا تھا۔ وہ چھوٹا سا ملک آج سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے، ایک ایسی قوم کا مسکن تھا جس کو یونان کے ایک بحری سیاح پائی تھینس (آف میسی لیا) نے اپنے حالات پر سیر و سیاحت میں پری ٹینس کے عنوان سے یاد کیا ہے۔

اس یونانی سیاح نے زمانہ مسیح سے کوئی ساڑھے تین سو برس پہلے سواحل انگلستان کی سیر کی تھی اور اُس نے پری ٹینس کے عنوان سے ایک قوم کا جو ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں انگلستان کے اندر کلٹک نسل کے نیم وحشی آباد تھے، کیونکہ پری ٹینس کلٹک زبان کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں "رنگے ہوئے لوگ"

پھر ۵۵ھ قبل مسیح میں مشہور رومی سردار جولیس سیزر پہلی دفعہ انگلستان پہنچا تھا۔ اس زمانہ میں بھی یہی لوگ جو نیل کی قسم کے کسی رنگ سے اپنے جسموں کو رنگا کرتے تھے۔ اس ملک میں موجود تھے اور ان میں "پری ٹینس" کے سبب سے اس ملک کا نام، برطانیہ اور اُن لوگوں کا نام پرٹینس پڑا۔

پائی ٹینس سے پہلے کی کوئی معتبر شہادت موجود نہیں ہے جس کی بنا پر یقین کے ساتھ یہ معلوم کی جا سکے کہ یہ "رنگین قوم" کب سے اس ملک میں آباد تھی۔

بہرحال کہنا یہ ہے کہ ۵۵ھ عیسوی قبل مسیح میں جولیس سیزر کے داخلہ کے ساتھ پہلی مرتبہ اس ملک کا رشتہ تعلق مہذب دنیا کے ساتھ وابستہ ہُوا۔ اور کئی صدیاں خاموشی سے نکل گئیں۔ رومی تفوق و تسلّط کے طویل زمانہ میں برطانویوں نے کچھ نہ کچھ تہذیب و شائستگی بھی حاصل کی اور جب رومی سلطنت پر مسیحیت نے غلبہ کیا تو برطانوی قوم بھی دین مسیحی کی پیرو بن گئی، لیکن آگے چلکر اُدھر تو رومی سلطنت پر بُرے دن آئے وہ پاش پاش ہوتی معلوم ہوئی۔ اِدھر ایک نئی نسل (ڈیوٹونک) کی قوم (جیوٹس سیکنس) نے برطانیوں کے ملک پر حملے شروع کیے۔

رومی سلطنت کی متزلزل حالت نے ۴۰۹ء میں برطانویوں کو رومی تسلّط سے آزاد کر دیا۔ لیکن چونکہ برطانوی قوم کی طاقت ایک مرکز اور نظام کے ماتحت منظم نہ تھی اس لئے وہ ٹیوٹونک نسل کے حملہ آوروں سے مغلوب ہو گئی۔ ان ٹیوٹونک نسل کی اقوام (جیوٹس، اینجلس، سکینس) ہی کی وجہ سے برطانیہ کا نام بعد میں انگلستان ہُوا۔ یہی وہ ملک ہے جہاں اینجلس یا اینگلس یعنی اینگلیس یا انگریز آباد ہیں۔ لہذا برطانیہ اور انگلستان اور برطانیہ اور انگریز کے فرق کو برابر ذہن میں رکھئے۔ پہلے پہل قحشاید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگریز اقوام کے حملوں کا مقصد لوٹ مار سے زیادہ نہ تھا۔ لیکن آگے چلکر انہوں نے برطانیہ پر قبضہ جمایا۔ اور وہاں اپنی سلطنتیں قائم کیں۔

انہیں ایّام کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برطانویوں کے ایک رئیس نے جیوٹ قوم کے دو سرداروں ہنگسٹ اور ہورسا کو اپنی امداد کے لئے بُلایا تھا اور یہی ہنگسٹ اور ہورسا برطانیہ میں انگریز اقوام کے ہراول ثابت ہوئے۔

یہ انگریز اقوام اصنام پرست اقوام تھیں لہٰذا ان کا قدم رکھنا تھا کہ مسیحیت مغلوب ہونے لگی یہاں تک کہ ایک وقت وہ آیا کہ برطانیہ سے کلٹک اور لاطینی زبانوں اور مسیحیت کا صفایا ہوگیا، یعنی جہاں جہاں انگریز فاتحین کے قدم پہنچے وہاں نہ برطانویوں کا نشان باقی رہا۔ نہ کلٹک زبان کا۔ نہ لاطینی زبان کا نہ مسیحیت کا۔

لیکن تقریباً تین سو برس کے دوران میں ایک طرف تو آئرستان کے باشندوں نے جو پانچویں صدی میں عیسائی مذہب کے پیرو بن چکے تھے اسکاٹ لینڈ میں اپنا دین پھیلایا۔ اور ان دونو ملکوں آئرستان اور اسکاٹستان کے عیسائیوں نے انگریز اقوام پر (جنہوں نے سات چھوٹی بڑی۔ مگر حقیقتاً غیر محدود ریاستوں میں برطانیہ کو تقسیم کر رکھا تھا) عیسائیت کا رنگ چڑھانے کی پے درپے کوششیں کیں اور دوسری طرف پاپائے کلیسا گری گوری نے آگسٹائن کی زیر سرکردگی۔ جو تبلیغی وفد انگلستان کو بھیجا اسے بھی خاطر خواہ کامیابی ہوئی، یہاں تک کہ اس وفد کا پُرتپاک خیر مقدم کینیٹ کے بادشاہ ایتھل برٹ نے بہ نفس نفیس کیا تھا۔

مگر آگسٹائن کے وفد کی کامیابی کا نتیجہ آگے چلکر یہ برآمد ہُوا کہ ملک میں تین طاقتیں ایک دوسرے کی تخریب و استقبال کے لئے صف آرا ہوگئیں:۔

(۱) کلٹک چرچ یعنی کلیسائے برطانیہ۔ (۲) لاطن چرچ یعنی کلیسائے لاطینیہ۔ (۳) ٹیوٹونک پیگزم یعنی انگریز اقوام کی اصنام پرستی۔

یہی اسباب تھے کہ ساتویں صدی کا زمانہ یا تو مذہبی عداوتوں میں یا شاہی رقابتوں میں گزرا کبھی کلیسائے برطانیہ غالب آیا کہیں کلیسائے لاطینیہ کو کامیابی ہوئی کبھی ایسا بھی ہُوا کہ کلیسائے برطانیہ نے کبھی اصنام پرست انگریز بادشاہ کی مدد سے لاطینی کلیسا کے پیرووں کو شکست دی۔

مگر ۶۶۴ء میں نارتھمبریا کے بادشاہ اوسولی نے لاطینی کلیسا اور برطانوی کلیسا کے "علما" کو جمع کرکے ایک مناظرہ کرایا اور اس مناظرہ کے اختتام پر برطانوی کلیسا کی پیروی ترک کرکے لاطینی کلیسا کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیروی اختیار کی۔ اس واقعہ کے بعد لاطینی کلیسا کا اقتدار انگلستان میں روز افزوں ترقی کرنے لگا اور بادشاہ اوسوئی نے جس مناظرہ کا اہتمام کیا تھا اس کی دھوم تمام دنیا میں مچ گئی یہاں تک جو کچھ کہا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) رومی تسلّط سے پہلے برطانوی قوم دنیا کی "مروّج" تہذیب سے علیحدہ اور نیم وحشی حالت میں تھی۔

(۲) رومی تسلّط کے زمانہ میں برطانوی قوم کو اس زمانہ کی بہترین تہذیب کی ہوا لگ چکی تھی اور وہ عیسائی مذہب اختیار کر چکی تھی۔

(۳) مگر اس قوم میں اتنی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ اصنام پرست حملہ آوروں کے مقابلہ میں ایک مرکز پر جمع ہو جاتی اور منظم ہو کر مدافعت کرتی۔

(۴) اصنام پرست انگریز اقوام نے اس قوم کو مغلوب کر کے اس کی تہذیب، اس کی مادری زبان، اس کی مذہبی زبان بلکہ اس کے مذہب تک کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینکدیا۔

(۵) جب دوبارہ مسیحیت نے اس ملک میں کامیابی کے قدم بڑھائے تو ایک طرف "دین" اور بیدینی میں مقابلہ اور دوسری طرف "اہل دنیا" کے مختلف فرقوں میں رسہ کشی ہوئی جس کا نتیجہ انجام کار یہ برآمد ہوا کہ تمام انگلستان نہ صرف دین مسیحی سے ہمآغوش ہو گیا بلکہ لاطینی کلیسا کا پیرو بن گیا۔

(۶) اور اس رشتہ سے انگلستان کا تعلق تمام مسیحی یورپ کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ اب یہ کہنا ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام سرزمین عرب سے نکل کر جبل الطارق ہسپانیہ بلکہ قلب فرانس تک پہنچ چکا تھا کیونکہ فاتحین عرب سنہ ۷۱۱ء میں ہسپانیہ کے اندر گھس گئے تھے۔ اور سنہ ۷۲۰ء میں کوہ پائی نیز تک پہنچکر سنہ ۷۳۲ء میں فرانس کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ اسلام کے عین عروج و ترقی کا زمانہ تھا اور تمام یورپ بلکہ تمام دنیا میں اسلام اور اسلامیوں کی کامیابی کا ڈنکا بج رہا تھا۔

اس زمانہ میں یعنی سنہ ۸۰۲ء میں انگلستان کے اندر بادشاہ کا ظہور ہوا جسے اس ملک کی تاریخ "جلیل القدر شاہ عیغا" کے نام سے یاد کرتی ہے تاریخ انگلستان کا یہ جلیل القدر بادشاہ ریاست مرسیا کے بادشاہ ایتھل ہالڈ کے قتل کے بعد انگلستان کی سیاست کے میدان میں ظاہر ہوتا ہے، اور ریاست مرسیا پر قابض ہو جاتا ہے اور نہ صرف مرسیا کو پاس ہونے سے بچا لیتا ہے بلکہ اس کے نظم و نسق کو مستحکم کرنیکے بعد تمام انگلستان پر چھا جانے کے لئے قدم بڑھاتا ہے۔ چنانچہ اس نے سمت جنوب میں دلسکیس کے حدود کو دریائے ٹیمس سے بھی پیچھے ہٹا دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور سمت مغرب میں اہل ویلز کو دریائے سیورن سے بہت پیچھے دھکیل دیا۔ یہ شاہ عوفا ایسے دبدبہ کا بادشاہ تھا کہ اس ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام یورپ نے اس کو انگلستان کا بادشاہ تسلیم کیا۔ اب ذرا یورپ کے سیاسی نقشہ پر بھی نظر ڈال لیجئے :-

۱۔ ایک طرف مسلمانوں کی سلطنت ہسپانیہ میں قائم ہو چکی تھی۔ مگر سرزمین یورپ کے اندر ان کی رفتار رُک چکی تھی۔

۲۔ دوسری طرف رومی سلطنت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہونیکے لئے تیار ہو رہی تھی۔

۳۔ تیسری طرف جرمنوں کا بادشاہ چارلس اعظم جس کو شارلمین بھی کہتے ہیں ملک پر ملک فتح کرتا چلا جا رہا تھا اور ایسی زبردست طاقت حاصل کر رہا تھا کہ جس نے آگے چل کر اسے مغربی رومی سلطنت کا شہنشاہ بنا دیا۔ چارلس اعظم وہی جرمن بادشاہ تھا جس کی بابت مؤرخین کا بیان ہے کہ اس نے اپنے ہم نسل اصنام پرستوں کو ظلم و جبر سے عیسائی بنا دیا تھا۔

۴۔ چوتھی طرف خود انگلستان کے اندر سب کی سب بادشاہتیں عیسائی بادشاہتیں تھیں۔

ان حالات میں انگلستان کے اندر اسلامی حکومت قائم ہوئی اور وہ شاہ عوفا کی حکومت تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شاہ عوفا کا طلائی سکّہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔ اور جس کو کہ (بمبور سیلون) کے مسٹر اور ایم رازن اور آنریبل شیخ مشیر حسین قدوائی رئیس گدیہ نے بچشم خود دیکھا ہے اس کے ایک رُخ عربی لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّدٌ رسول اللّٰہ لکھا ہُوا ہے۔ اگر اس خیال کو رد کرنیکے لئے یہ کہا جائے کہ چونکہ شاہ عوفا نے انگلستان میں پہلے پہل نئی قسم کا چاندی سونے کا سکّہ رائج کیا تھا اس لئے کسی مروّج سکّہ کا چربہ اُتارنے کے سلسلہ میں کلمۂ طیّبہ کا نقش بھی اپنے سکّہ پر لے لیا ہوگا اور نہ سمجھا ہوگا کہ اس کے معنیٰ اور اہمیّت کیا ہے تو اس نظریہ کی تردید تاریخ سے ہوتی ہے، "ہر بری آف دی برٹش ئینس" میں لکھا ہے کہ شاہ عوفا کا سکّہ فرنگی (جرمنی) کے سکّہ کی نقل تھا۔ پھر اس نظریہ کی تردید کے لئے ایک دوسرا واقعہ موجود ہے کہ شاہ عوفا کے ابتدائی سکّوں پر بجائے کلمۂ طیبہ کے صلیب کا نشان موجود ہے، یہ سکّے بھی دنیا میں موجود ہیں اور انگلستان کے مؤرخین اپنی تصانیف میں شاہ عوفا کے سکّوں کا تذکرہ کرتے ہیں ہمیشہ انہیں صلیب کے نشان والے سکّوں کا عکس پیش کرتے ہیں۔

لہٰذا شاہ عوفا کا وہ سکّہ جس کے ایک رُخ پر کلمۂ طیّبہ لکھا ہُوا ہے اس بات کا کافی ثبوت پیش کرتا ہے کہ شاہ عوفا جو جرمنوں کے بادشاہ چارلس اعظم (شارلمین) سے مساویانہ حیثیت کے تعلقات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکھتا تھا کم سے کم زندگی کے آخری دَور میں مسلمان ہوگیا تھا، اور اسی لئے اس نے اپنے سکّہ کے ایک رُخ پر کلمۂ طیّبہ لکھا تھا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمان رہا ہو۔ لیکن شروع شروع میں اُس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا خلاف مصلحت سمجھا ہو کہ اس کی حالت بتیس دانتوں میں ایک زبان جیسی ہوگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی اہم بات تاریخ کے صفحات میں کیوں نہ محفوظ رہی۔ اس کا جواب تو یہ ہے کہ اس زمانہ میں ملکی تاریخ رکھنے کا کوئی معقول انتظام انگلستان میں نہ تھا اور اس کا ادنیٰ سا ثبوت یہ ہے کہ چار سو سال زمانہ قبل مسیحؑ سے لیکر چھ سو سال زمانہ بعد مسیحؑ تک یعنی ایک ہزار سال کے حالات معلوم کرنیکے لئے صرف ایک شخص گلڈاس کی ایک تصنیف پر تکیہ کرنا پڑتا ہے جسے آجکل کے انگریز مؤرخین قطعاً ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ پھر اس واقعہ کے تاریخ کے صفحات پر محفوظ نہ رہ سکنے کی ایک وجہ عیسائی مصنّفین و مورخین کا تعصّب اور تنگدلی بھی ہوسکتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ شاہ عوفا کے انتقال کے بعد مرسیا کی سلطنت پاش پاش ہوگئی تھی۔ اور اہل انگلستان پر شمالی اقوام ونارسمین اور ڈینس کے حملے شروع ہوگئے تھے اور ملک میں اس قدر ابتری پھیلی ہوئی تھی کہ تقریباً ایک صدی تک تصنیف و تالیف کے کسی کام کے انجام پانے کا پتہ نہیں چلتا۔

اسی سلسلہ میں بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق یہ بات کسی قدر اہم معلوم ہوتی ہے کہ شمالی اقوام نے انگلستان پر شاہ عوفا کے آخر دَور حکومت میں جو حملے کیئے تھے ان کی تہ میں اسی چارلس اعظم کا ہاتھ تھا جس نے اپنے اصنام پرست ہم نسلوں کو ظلم و جبر سے عیسائی بنایا تھا اس لیئے کوئی تعجّب نہیں کہ چارلس اعظم نے شاہ عوفا سے قبول اسلام کے انتقام کی غرض سے یہ حملے کرائے ہوں۔ بہرحال شاہ عوفا کے اس سکّے سے جس کے ایک رُخ پر کلمۂ طیّبہ لکھا ہُوا ہے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ آٹھویں صدی عیسوی میں انگلستان کے اندر اسلامی حکومت قائم تھی۔ چاہے وہ چند سال رہی ہو یا صرف چند دن قائم رہ کر شاہ عوفا کے انتقال کے بعد ختم ہوگئی ہو ٭

(ماخوذ)

بقایا داران رسالہ ریویو آف ریلیجنز متوجہ فرمائیں اور اپنے اپنے ذمّے کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر ممنون فرمائیں اسوقت فنڈ میں روپے کی سخت ضرورت ہے ٭

(مینجر ریویو اردو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کمیونسٹوں کا مذاہب کے خلاف اعلان جنگ

دولت اشتراکیہ روس کے سیاسی لیڈر جو دنیا میں آزادی عوام کا پروپگنڈا کرتے پھرتے ہیں خود اپنے ملک میں کس طرح کی مطلق العنان استبدادی حکومت قائم کیئے ہوئے ہیں۔ اس کا ذکر اکثر اخبارات میں آتا رہتا ہے اور یہ حقیقت اب اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ روس میں اظہار خیال پر جتنی پابندیاں ہیں اور جس سختی کے ساتھ کار پردازان حکومت کے افعال و اقوال کو تنقید کیا جاتا ہے وہ بات سخت ترین قدامت پسند حکومتوں کے ماتحت بھی نہیں ہے۔ جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ روس کی حکومت میں یہودیوں کی ایک قلیل جماعت کو غلبہ حاصل ہے جو سرمایہ داری کے خلاف دعاوی کر کے دنیا میں بدترین سرمایہ داری کے اصول کا نظام قائم کرنا چاہتی ہے چنانچہ حکومت اشتراکیہ کے شائع کردہ اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ بالشویکی حکومت کے پہلے ہی پانچ سال کے اندر ۱۸۶۰۰۰۰ آدمیوں کو سیاسی الزامات میں سزائے موت دی گئی جن میں چھ ہزار معلمین آٹھ ہزار آٹھ سو ڈاکٹر، ۴۸ ہزار حکام فوج، دو لاکھ ۶۰ ہزار فوجی آدمی، ایک لاکھ پانچ ہزار حکام پولیس، ۴۹ ہزار جندارم ۱۲ ہزار ۸ سو سرکاری حکام، تین لاکھ ۵۵ ہزار اعلیٰ طبقہ کے لوگ، ایک لاکھ ۹۲ ہزار مزدور اور آٹھ لاکھ ۱۵ ہزار کاشتکار تھے۔

لیکن سب سے خطرناک پہلو کمیونسٹ نظام کا یہ ہے کہ ان کے لیڈروں نے مذاہب کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے اور لامذہبیت کی تعلیم جبریہ روسی مدارس میں دی جاتی ہے۔ لینن نے تو صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ ”مذہب انسانوں کیلئے افیون کا نشہ ہے اور ایک دوسرے بالشویکی لیڈر بوشارن نے ایک جلسۂ عام میں کہدیا ہے کہ ”مذہب کو سنگینوں کی نوک سے فنا کرنا چاہیئے“۔ ایک تیسرے بالشویکی لیڈر گوبرمان نے جن کا دوسرا نام جروسلاسکی ہے یہ اعلان کیا ہے کہ ”ہمارا فرض ہے کہ دنیا کے تمام مذہبی عقائد کو فنا کر دیں اگر گذشتہ جنگ عظیم میں ایک کروڑ آدمیوں کی قربانی ایک طبقہ کی فتح حاصل کرنے کیلئے دی گئی تو اس کے لئے بھی یہی کرنا پڑیگا اور ایسا ہی کیا جائیگا“۔ اس جماعت کے ایک اخبار ”اتھیسٹ“ نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۰ء میں لکھا تھا کہ ”ہمیں دنیا کے تمام کلیساؤں میں آگ لگا دینی چاہیئے اور تمام قید خانوں کو مسمار کر دینا چاہیئے“ ان اعلانات کا نتیجہ یہ تھا کہ ۱۹۳۰ء تک اشتراکی حکومت میں ۱۶۰۰ پادری اور ۷۰۰۰ راہب قتل کیئے گئے اور ۱۹۳۱ء کے اعداد پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت ۴۸ بشپ، ۲۷۰۰ پادری اور ۸۰۰۰ راہب و راہبات روسی جیل خانوں میں سٹر رہے تھے جن کو پیٹ بھر کھانا بھی نہیں دیا جاتا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) اسی طرح آرامیوں اور کنعانیوں کے دین میں ایڈونیس دیوتا کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ مر کر زندہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ فینیقی اور مصری اور یونانی اور رومانی سال میں دو دفعہ اس دیوتے کی عید مناتے تھے۔ پہلی دیوتے کا غائب ہو جانا یعنی اس کی موت کی یاد میں۔ دوسری اس کا مُردوں سے کھڑے ہونے کی یاد میں۔ صلہ ۱۱۸

(۳) اسی طرح بعل کے متعلق لکھا ہے۔ کہ بعل ایل اور ربہ کا بیٹا ہے۔ اور اپنی اولاد کے ذریعہ دُور تک اس کا رُعب تھا اور اس کی بیوی لایتہ صیدون کی تھی۔ آخرکار اُسے بھی شمسی دیوتا مانا گیا۔ اور اُسے حیات اور وجود کا مبدء قرار دیا گیا۔ اور سارے فینیقہ اور سیریا میں اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ صلہ ۱۲۳ اور بابل کے کھنڈرات سے ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء میں شہر کالاشیرگٹ کے کھنڈرات سے جو کتبے برآمد ہوئے اور ان کی تاریخ مسیحؑ سے نو سو برس سے بھی بہت پہلے کی ہے۔ اس میں جو بعل کے صلیب پر چڑھنے اور زندہ ہونے کی داستان لکھی ہے۔ وہ مسیحؑ کے صلیب پر چڑھنے اور زندہ ہونے بالکل مشابہ ہے۔ اس موضوع پر مسٹر میڈ نے رسالہ کویسٹ لنڈن کے جنوری نمبر ۱۹۲۲ء میں مفصّل آرٹیکل لکھا ہے۔

اس میں لکھا ہے۔ کہ بعل پہاڑی کی تہ میں چلا گیا جہاں سورج اور روشنی نہیں وہ زندگی سے غائب ہو گیا اور پھر بعل کو پہاڑی قلعہ میں بند کر کے اس پر پہرہ رکھا گیا آخر بعل پھر زندہ ہو گیا اور پہاڑ سے نکل آیا۔ اس واقع کی تقریب پر بابل میں مارچ کے آخری ایّام میں دھوم دھام سے میلا ہوتا ہے خصوصاً اس امر کے لئے کہ اس دن بعل ظلماتی طاقت پر غالب آیا۔

(۴) ممنون فجر کا بیٹا تھا۔ انتیلوب کو اس نے قتل کیا ہومیرس نے لکھا ہے کہ وہ اشوری عسکرون کا قائد تھا۔ ممنون کو اشیل نے قتل کر دیا۔ تو اس کی قوم نے لیکر اُسے جلا دیا اور اس کی ہڈیاں ساتھ لے آئے اور یہ حکایت بنائی کہ ممنون کی والدہ نے قدرت سے اپنے بیٹے کی خلود حاصل کی۔ تو اس نے ایک نئی زندگی حاصل کی جو پہلی زندگی سے بہت شاندار تھی۔ اور وہ بابل اور قبرس اور مصر اور ارامیہ اور کنعانیہ شہروں کا بادشاہ ہُوا اور فینیقی یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ ان کے ملک میں نہر نعمان کے قرب میں دفن کیا گیا۔ مصنّف کہتا ہے کہ راجح بات یہی ہے۔ کہ جب اشوریوں نے فینیقہ کو فتح کیا تو یہ ممنون کی حکایت مشہور کر دی اور اس کی پوجا اس ملک میں جاری کی جیسا کہ وہ بابل میں اس کی کرتے تھے۔ اور ہر سال اس کی قبر پر پھول چڑھاتے تھے۔ صلہ ۱۳۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۶ راگست ۱۹۳۵ء کو تیسری انٹرنیشنل کی مخالف لیگ نے جنیوا میں اپنے اجلاس کے موقعہ پر جو اعداد شائع کیئے تھے اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روس میں چالیس ہزار پادری قتل یا جلاوطن یا قید کیئے جا چکے تھے اور تمام کلیسا اور معابد یا تو مسمار کیئے جا چکے تھے یا ان میں عبادت کی ممانعت کر کے کلب تماشا گاہ وغیرہ قائم کر دیئے گئے تھے۔ رُوسی حکومت کے ماتحت تمام مدارس میں مذہبی تعلیم کی قطعی ممانعت ہے اور اس کی جگہ لامذہبیت کے اصول سکھائے جاتے ہیں۔ ۱۸ سال کے کم عمر کے بچوں کو کسی مذہبی عبادت یا رکن میں حصّہ لینا ممنوع ہے اور ۸ راپریل ۱۹۲۹ء کے قانون کے بموجب مذہبی یا روحانی عقائد کی پابند اقوام کو تمام حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔

اسی لامذہبیت کی تعلیم کا ایک یہ بھی تتمہ ہے کہ اشتراکی نظام میں خاندانی اور اخلاقی زندگی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور زن و شوہر کے تعلقات فنا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ روس میں صنف نازک کی آزادی کا تخیل کچھ اُن اشتہارات اور اعلانات سے معلوم ہوتا ہے جو اس تحریک کے بانی مختلف زبانوں میں کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک اشتہار میں زن و شوہر کے تعلقات کے بارے میں حسب ذیل مطالبات پیش کیئے گئے تھے:۔

(۱) قانون کے اُن دفعات کو قطعاً منسوخ کیا جائے۔ جن میں حمل گرانے کا جرم درج ہے اور یہ حق عورتوں کو دیا جائے کہ وہ سرکاری اسپتالوں میں بلا فیس حمل ساقط کرا سکیں۔

(۲) حُسن فروشی کے رواج میں کوئی مداخلت نہ کی جائے۔

(۳) نکاح و طلاق کے بارے میں جتنے بورژوا اور سرمایہ داری کے قوانین ہیں وہ سب منسوخ کیئے جائیں۔

(۴) پیدائش کا اندراج کرانا لازمی نہ رکھا جائے اور تمام بچوں کی تربیت قومی سرمایہ سے ہو۔

(۵) زناکاری کی تمام سزائیں موقوف کر دی جائیں اور جن لوگوں کو ایسے جرائم میں سزائیں دی گئی ہیں اُن سب کو معافی دی جائے۔

یہ اخلاق سوز مطالبات کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں ہیں اور ان سے بانیان تحریک کے جن مقاصد کا اظہار ہوتا ہے وہ تمدّن و تہذیب کا قلع قمع کر کے وحشت و بربریت کی زندگی پر انسانوں کو واپس لے جانے والے ہیں۔ اس لئے دنیا کی ہر قوم کا فرض ہے کہ وہ ایسی تہذیب سوز تحریک کا مقابلہ کریں اور اس سے اپنے نوجوانوں کے دماغ متأثر نہ ہونے دیں !!!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵) پھر قدیم مصری خدائے عظیم جوہر کے لحاظ سے ایک اور مثلث الاقانیم مانتے تھے اور یہ کہ بیٹا اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ تثلیث امکنہ مختلفہ کی وجہ سے بلحاظ ناموں کے مختلف تھی۔ اہل تیبا اس تو امون و موت و خونس کی عبادت کرتے۔ اور اہل مافیس ایک مثلث الاقانیم کی جو فتاحا۔ مسخت۔ ایموتاس تھے۔ اور ابیدوس کے اوزیریس اور ایسس اور ہوریس کو مانتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے خالق حقیقی کو تو بھول گئے تو انہوں نے سورج کی امون کے نام سے اور عنایت الٰہی اوزیریس کے نام پر اور اس کی بیوی لالیسیس کی پرستش شروع کردی۔ صفحہ ۱۵۶-۱۵۷ اور اوزیریس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پہلے قتل کیا گیا پھر وہ زندہ ہو گیا۔ صفحہ ۱۶۱

(۶) پھر یونانیوں کے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا ہیبولیت بن تازاہ الیصاد تھا۔ وہ بھی مر کے زندہ ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے فیربیس جس کے معنے ہیں کہ "مُردہ سے زندہ شدہ" کے نام پر اس کی پرستش کی گئی صفحہ ۲۲

(۷) اسی طرح یونانیوں کی ایک دیوی جس کی پرستش کرتے تھے ساریس ساتورنس اور قیبال کی بیٹی تھی۔ اس کی لڑکی ایک دفعہ گم ہوئی۔ سب جگہ اس نے تلاش کیا مگر کہیں نہ ملی آخر یہ آسمان پر پہنچی اور پردہ کر کے جیبتار دیوتا کے سامنے کھڑی ہوئی۔ اور کہا کہ اے عظیم میں تجھے اپنے اور تیرے خون کے بارے میں پوچھتی ہوں۔ اگر تُو اس کی ماں پر شفقت کے لئے نہیں تو اپنی بیٹی ہونے کے لحاظ سے ہی اُسے اس مصیبت سے بچا جس میں وہ مبتلا ہے۔ تو اس نے کہا میں تیری بیٹی کو واپس آسمان پر لا سکتا ہوں بشرطیکہ اس نے روزہ کی حفاظت کی ہے جبکہ وہ جحیم میں اتری لیکن بروزربینا نے ایک باغ سے سیر کرتے وقت انار توڑ کر اس سے سات دانے کھا لئے تھے۔ اس لئے وہ آسمان پر نہ لائی جاسکی" صفحہ ۲۳۴

116

(۸) اسی طرح ایک معبود ان کا اتیس تھا جو نانا دیوی کا بیٹا تھا۔ وہ بھی پہلے مرا پھر زندہ ہوا۔ اہل بسینوس ہر سال اس کی عید منایا کرتے تھے۔ صفحہ ۳۶۰

(۹) متھرا ایک غار میں ۲۵ دسمبر کو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اس کے بارہ شاگرد تھے انسانوں کی تعلیم کے لئے جگہ بہ جگہ جاتا تھا۔ قبر میں دفن ہوا اور قبر سے نکلا اور اس کے جی اٹھنے پر خوشیاں منائی گئیں۔ تیسری چوتھی صدی میں متھرا کی پرستش ہی سب جگہ غالب آگئی تھی۔ (ملاحظہ ہو پیگن گرائسٹس صفحہ ۳۳۸ مصنفہ رابرٹس۔ ڈرمسٹا گاگ مصنفہ نارک مطبوعہ لینرگ۔ پیگن اینڈ کرسچین گریڈس صفحہ ۲۱ مصنفہ اڈورڈ کارپنٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۰) اسیرس، ۲۷ دسمبر کو باکرہ نیفتھ کے پیٹ سے مصر میں پیدا ہُوا۔ اس کی پیدائش پر آسمان سے ایک آواز آئی کہ یہ سب کا خداوند ہے۔ اُسے ٹائفن نے پکڑوایا وہ قتل ہُوا اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کیئے گئے۔ اس کی نعش کو صندوق میں رکھا گیا۔ اور موت سے دو دن بعد پھر زندہ ہُوا۔ (کتاب آئی سس اسیرس مصنّفہ موٹارک)

(۱۱) پھر میکسیکو میں پہلا پادری "کوٹس"، گیا اس نے دیکھا کہ میکسیکو کے خدا "کوئٹزکوٹل" کی داستان بالکل مسیح کی داستان سے ملتی جلتی ہے میکسیکو میں ایک عفیفہ باکرہ چملمن نام تھی اُسے بھی فرشتہ نے ہی اطلاع دی کہ وہ کنوارپن میں ہی بچّہ کی ماں ہوگی۔ چنانچہ اس آسمانی اطلاع کے بعد ہی وہ حاملہ ہوگئی۔ ایّام مقررہ کے بعد بچّہ پیدا ہُوا۔ جس کا نام کوئٹزل کوٹل رکھا گیا۔ جس کے معنے ہیں ہمارا پیارا بیٹا چالیس دن اس نے روزہ رکھا اور آزمائش میں پڑا پھر مارا گیا اور پھر جی اُٹھا اس کی بھی آمد ثانی کا انتظار کیا گیا۔ حتّٰی کہ جب پادری کوٹس وہاں پہنچا تو ان سادہ لوحوں نے پادری صاحب کو سُرخ و سفید پاکر سمجھا کہ ہمارا خدا "کوئٹزل کوٹل" ہی واپس آگیا ہے۔ (اَور میکسیکن انٹی کوئٹیز جلد ۲ صفحہ ۱۷۶ مصنّفہ کنگز بارون)

یہ پُرانی روایات ہمیں بتاتی ہیں۔ کہ جن لوگوں کے متعلق زندگی کا عقیدہ رکھا گیا۔ وہ خود کمزور تھے اور اکثر ان میں سے دشمنوں کے ہاتھوں قتل کیئے گئے۔ لیکن ان سے اندھی محبّت رکھنے والوں نے انہیں زندہ مان کر ان کی پرستش لوگوں میں پھیلائی اور حقیقت میں دیکھا جائے تو مسیحؑ کی زندگی کا عقیدہ بعینہٖ اسی غرض کے لئے وضع کیا گیا۔ کیونکہ اس عقیدہ کے اصل بانی عیسائی مسیح کی آسمانی زندگی کو بلحاظ بشریت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ بلحاظ الوہیّت کے تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی اس عقیدہ سے غرض یہی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ وہ بشر نہ تھے بلکہ خدا تھے۔ اور مندرجہ بالا واقعات سے صریح طور پر پتہ چلتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ بالکل مجہول التاریخ اقوام کے عقائد کے مشابہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہی اقوام کے عقائد سے متأثر ہو کر اور ان کو اپنے ساتھ ملانے کی خاطر سے ایسا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ کہ جس میں ان کے عقائد بھی آگئے ہیں۔ دیکھ لو مصری قدماء پہلے سے تثلیث کو مانتے تھے۔ اور مسیح علیہ السلام نے اسی واسطے یہ نصیحت کی تھی کہ غیر قوموں کے پاس مت جاؤ بلکہ۔ بنی اسرائیل ہی میں تبلیغ کرو۔ بلکہ مسیحؑ نے تو یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ تم پاکیزہ موتی کُتّوں اور سؤروں کے آگے مت پھینکو۔ دیکھو کنعانی عورت جب اس کے پاس آئی تو اس نے یہی جواب دیا کہ مَیں بنی اسرائیل کی گُمشدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر جب عورت نے اصرار کیا تو اس نے جواب دیا۔ کہ یہ اچھی بات نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ بچوں کی روٹی کُتوں کے آگے ڈالی جاوے تو اس مثل میں سمجھا دیا تھا کہ میری بعثت بنی اسرائیل کے لئے ہے۔ اور دوسری قومیں آرامی اور یونانی۔ وغیرہ اس تعلیم کو قبول نہیں کرینگی مگر پولوس وغیرہ نے اس امر کی پروا نہ کرتے ہوئے دوسری قوموں کو تبلیغ شروع کر دی۔ اتنی طاقت تھی نہیں کہ وہ ان کا مقابلہ کرتے آہستہ آہستہ اپنے دین کو ان کے دین کے مطابق ڈھالنا شروع کیا چنانچہ تثلیث اور مسیحؑ کی زندگی کا عقیدہ کہ وہ آسمان پر زندہ ہے اور وہ لوگوں کا معبود ہے۔ دوسری بُت پرست اقوام سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یوروپ اور تمام فلاسفر پہلی قوموں کو روایات (پیگن ازم) یعنی کفر و الحاد قرار دیتے ہیں اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہی بات جو یسوعؑ کے متعلق بیان کیجاتی ہے اور ہو بہو اقوام قدیمہ کے عقائد کی نقل ہے پیگن ازم نہ قرار دیجائے۔

اگرچہ پُرانی اقوام کے ان عقائد کی وجہ مفصّل طور پر ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی کیونکہ تاریخ ان سے ساکت ہے یہ جو باتیں معلوم کی گئی ہیں پُرانے آثار اور کتبوں سے معلوم ہوئی ہیں۔ لیکن تاہم بعل کے واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ درحقیقت اس واقعہ میں بھی وہی ذہنیت کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ کہ ظلماتی طاقتیں خدا کے نور پر غالب آنا چاہتی تھیں۔ اور کچھ وقت کے لئے اس پر غالب آبھی گئیں یہانتک وہ بالکل غائب ہوگیا اور مٹ گیا۔ اور مٹنے کے بعد پھر ظلماتی طاقتوں پر غالب آیا۔

اب میں اس کے بعد ان قدیم چند مثالوں کو لیتا ہوں جن کی حیات کی قائل اقوام اب بھی موجود ہیں۔ اور بعض کی حیات کے مسلمان بھی قائل رہے ہیں۔

115

(۱) ادریس علیہ السلام کی حیات اور آسمان پر جانے کے متعلق بائیبل کی کتاب پیدائش میں بھی ذکر ہے۔ اور مسلمان مورخوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ اخنوخ یعنی ادریس نے اپنی قوم کو بُلایا اور وعظ کیا اور ان کو خدا کی اطاعت اور شیطان کی معصیت کا حکم دیا۔ اور یہ کہ قابیل کی اولاد سے میل و ملاپ نہ رکھیں لیکن انہوں نے اس کی باتوں کو قبول نہ کیا۔ اور توراۃ میں ہے کہ ۳۶۵ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ نے ادریس کا رفع کیا۔ اور ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے دادا تھے (تفسیر کبیر)

اور ابن جریر جلد ۱۶ صفحہ ۶۲ میں ورفعناہ مکانا علیا کی تفسیر میں مجاہد سے روایت ہے "رفع فلم یمت کما رفع عیسیٰ" کہ ادریسؑ مرے نہیں بلکہ ان کا رفع عیسیٰؑ کے رفع کی طرح ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور در منثور میں ہے۔ "فلمّا رای اللہ من اھل الارض ما رأی من جورھم و اعتدائھم فی امر اللہ رفعه اللہ الی السماء السادسة" کہ جب خدا تعالیٰ نے زمین والوں کا جور اور حد سے تجاوز کرنا دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے چھٹے آسمان پر اُٹھا لیا۔

(۳) پھر ایلیاء کے آسمان میں زندہ ہونے اور پھر دوبارہ واپس آنیکا عقیدہ یہود میں رہا ہے اور مسلمان مفسرین نے بھی الیاسؑ کی زندگی کو مانا ہے چنانچہ روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ میں لکھا ہے کہ جب الیاس نے اپنے دشمنوں سے شر کو محسوس کیا۔ تو وہ ان کے درمیان سے نکل گئے کیوں کہ مالا یطاق تکالیف اور مصائب سے فرار مرسلین کی سُنّت سے ہے۔ اور ایک سخت دشوار گذار بلند پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور ایک غار میں داخل ہوئے اور کہا جاتا ہے کہ سات سال اس میں رہے۔ درختوں کے پھلوں اور زمین کی بوٹیوں وغیرہ پر ان کا گذارہ تھا۔ اور آپکے دشمنوں نے آپکی تلاش میں آدمی چھوڑے ہوئے تھے اور جاسوس مقرر کیئے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی۔ اور جب ان کی نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو آپنے بددعا کی کہ ان پر قحط وغیرہ پڑے۔ لیکن ان عذابوں نے بھی شرک سے نہ روکا۔ تب الیاسؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے ان سے راحت میں کردے۔ اس پر کہا گیا کہ تم فلاں جگہ جاؤ اور جو چیز سواری کی تمھارے پاس آئے۔ تو اسپر بغیر کسی خوف کے سوار ہو جانا تب الیاس مقررہ دن میں اپنے خادم الیسع سمیت نکلے۔ جب معینہ مقام پر پہنچے تو ایک آتشی سواری آئی جس میں گھوڑا بھی آتش کا تھا۔ اور وہ اس پر سوار ہو گئے تو گھوڑا اُنہیں آسمان کی طرف لے گیا۔ تب الیسع نے دریافت کیا کہ مجھے کیا حکم ہے تو آپنے اپنی چادر پھینک دی جس کا مقصد یہ تھا کہ میں نے تجھے بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا۔ اور الیاسؑ آسمان پر چلے گئے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس سے کھانے پینے کی لذت کو علیحدہ کر دیا اور اُسے انسان اور فرشتہ اور زمینی اور آسمانی بنا دیا۔

اور بائیبل کی کتاب ۲ سلاطین باب ۲ میں ایلیاء کے معجزات دکھانے اور پھر آسمان پر جانے کا ذکر مفصّل لکھا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ تو دیکھ ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آکے ان دونو کو جُدا کر دیا۔ اور ایلیاء بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ اور الیسع نے یہ دیکھا۔ اور چلّایا اے میرے باپ میرے باپ اسرائیل کی رتھ اور اس کے سارتھی۔ سو اس نے اُسے پھر نہ دیکھا۔

اور جب ان انبیاء زادوں نے جو یریحو سے دیکھنے نکلے تھے۔ اُسے دیکھا تو وہ بولے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایلیاہ کی روح الیسع پر اُتری اور وہ اس کے استقبال کو آئے۔ اور اس کے سامنے زمین پر جُھکے اور انہوں نے اُسے کہا کہ دیکھ اب تیرے خادموں کے ساتھ پچاس زورآور جوان ہیں۔ ہم تجھ سے منّت کرتے ہیں کہ تو انہیں جانے دے کہ وہ تیرے آقا کو ڈھونڈیں۔ کیا جانیں کہ خداوند کی رُوح نے اُسے اُٹھا کے کسی پہاڑ پر یا وادی میں پھینکدیا ہے۔ وہ بولا کسی کو مت بھیجو۔ جب انہوں نے بہت سی ہٹ کی۔ یہاں تک کہ شرمندہ ہُوا۔ تب اس نے کہا کہ بھیجو۔ تب انہوں نے ان پچاس کو بھیجا اور انہوں نے تین دن اسے ڈھونڈا پر اسے نہ پایا اور جب اس کے پاس پھر آئے کہ اسوقت وہ یریحو میں مقام کر رہا تھا۔ تب اس نے انہیں کہا میں نے کہا نہ تھا کہ تم مت جاؤ۔"

جب الیاس علیہم السلام آئے تو اسوقت بنی اسرائیل کی حالت اچھی نہیں تھی بلکہ چاروں طرف سے ان پر حملے ہُوا کرتے تھے۔ چنانچہ ۲ سلاطین $\frac{۲}{۲۲}$ میں لکھا ہے۔ پھر آرام کا بادشاہ حزا ایل جبتک یہو اخز جیتا تھا تب تک اسرائیلیوں کو ستاتا رہا۔

پھر $\frac{۱۴}{۲۵ - ۲۷}$ میں لکھا ہے کہ تاکہ اسرائیل کا نام زمین سے مٹ نہ جائے۔ یربعام کے ذریعے پھر بنی اسرائیل کی کچھ بادشاہت قائم ہوئی اور اس کے بعد یربعام کا بیٹا زکریا بادشاہ ہُوا جو قتل ہُوا۔ دیکھو باب ۱۵ پھر بنوخدنضر بابل کے بادشاہ نے اکران کی سخت تباہی کی اور ستر ہزار یہودی پکڑ کر بابل میں لے گیا۔ تو یہود کی حالت بھی ایلیاہ کے پہلے اور بعد میں پست تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آسمان پر جانے اور اس کے زندہ رہنے کا عقیدہ بعد میں بنایا گیا ورنہ الیسع نے ان تلاش کرنے والوں کو یہ نہیں کہا کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا ہے تم کیوں تلاش کرتے ہو۔ اور اس کے بعد پھر اُسی کے دوبارہ آنے کا عقیدہ بنا لیا گیا ہے۔ 116

اور مسیحؑ نے اگر صاف کہدیا۔ کہ لم یصعد احدٌ الی السماء الّا الذی نزل من السماء یوحنا ۳ کہ کوئی آسمان نہیں گیا مگر وہی جو آسمان سے اُترا۔ مگر سب جانتے ہیں کہ نہ ایلیاہ اور نہ کوئی اور آسمان سے اپنے جسم کے ساتھ اُترا تھا۔ جو آسمان پر زندہ بجسم العنصری چڑھتا؟

---

(۳) پھر ہندؤں کا عقیدہ کرشنؑ کے دوبارہ آمد کے متعلق بھی اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔ چنانچہ کلگی پوران صلا میں لکھا ہے:-

کل یگ کی بابت یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ کل یگ کے پہرے میں دھرم دن بدن گھٹتا چلا جائیگا۔ دکھاوا زیادہ بڑھتا جائیگا۔ دَوڑ دھوپ ساری دھن کے لئے ہوگی۔ دھرم خالی وقت کا شغل رہ جائیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دق کرنیوالے اور سخت جارحانہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔" (پادری ذیمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے۔ جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں.......اپنی سخت جارحانہ کارروائی میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں جو اکثر اوقات میں عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے۔" (پادری ویمر۔ مسلم ورلڈ جلد ۲۱ صفحہ ۱)

"دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف نئے سے نیا اور نہایت جارحانہ پروپیگنڈا پاتے ہیں۔ جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو۔ اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے۔"

(انڈین اسلام صفحہ ۲۳۹)

"اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے، اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثر حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں۔ جو اب تک اسلام کی حدود سمجھی جاتی تھیں۔" (دہر اسلام صفحہ ۲۳۹)

"اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر لیا ہے۔ جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پورے طور پر قادر نہ ہوا ہو۔ تاہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ نہ کھینچ لے۔" (وہدر اسلام صفحہ ۳۵۳)

"اسے (احمدیت کو) یقین ہے۔ کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے۔ کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی۔" (اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸) (مسیح موعود نمبر)

بقایا داران ریویو توجہ فرمائیں

کئی ایک خریداران رسالہ ہیں جن کی طرف سے اب تک سال حال وماسبق کا چندہ سالانہ نہیں وصول ہوا۔ بحالیکہ رسالہ ان کی خدمت میں برابر حاضر ہوتا رہا لہٰذا درخواست کی جاتی ہے کہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمے کا بقایا ادا فرمائیں اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہو کر اور ہر مستطیع احمدی کو اس کا خریدار بنا کر ثواب حاصل کریں ٭

(ایڈیٹر و مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس-کے-برمن) لمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور ولاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

بعد میں پچھتائیگا

STAR REGD

اسٹار ٹریڈ مارک

کافو

Regd

(اصلی عرق کافور- ہیضہ- گرمی کے دست. پیٹ کے درد و بدہضمی وغیرہ روکنے اور اچھا کرنیکی بے خطا دیسی دوا) ہیضہ کے اچانک حملہ سے بچنے کے لئے ہر ایک اہل خاندان کو اور مسافروں کو پیشتر سے "کافو" کی ایک شیشی اپنے پاس رکھنی چاہیئے- پچاس برس سے ہیضہ کے لئے صرف یہی ایک دوا مجرّب ثابت ہو کر مشہور ہے- جہاں کہیں ہیضہ پھیلا ہو وہاں روزانہ اس کے ایک دو قطرے استعمال کرنے سے ہیضہ میں مبتلا ہونے کا خوف نہیں رہتا- ہیضہ ہوتے ہی اس کے استعمال سے لاکھوں جانیں بچ چکی ہیں- نقلی "عرق کافور" سے ہوشیار-

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/ ڈاک محصول تین شیشیوں تک سات آنہ ۷/

پورا

Regd

(پیشاب اُتارنے کی دوا)

ہیضہ ہونے پر عموماً پیشاب بند ہو جایا کرتا ہے اور بےچینی بڑھ جاتی ہے ایسے موقع پر اس کے استعمال کرتے ہی پیشاب کھل کر ہونے لگتا ہے- اس لئے ہیضہ کے موسم میں اسے بھی پاس رکھنا ضروری ہے- ہیضہ کے علاوہ سوزاک یا اور کسی وجہ سے پیشاب بند یا کم ہو جائے تو اسکے استعمال سے فائدہ ہوگا-

قیمت فی شیشی چھ آنہ ۶/ محصول ڈاک سات آنہ ۷/

نوٹ:- دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں- خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں ؛
پنجاب کے اہم سٹیشنوں میں سول ایجنٹ کی ضرورت ہے ؛

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)